کتاب التوحید

تالیف

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

ترجمہ وترتیب

ابوسعود محمد ہارون انصاری

تنقیح وتہذیب

ابوسلمان شمیم عرفانی

نظر ثانی

ابوعبدالبر عبدالحی السلفی

ناشر

مرکز السلام للتوعیۃ الاسلامیۃ

مڑلا، روپندیہی، نیپال

© حقوق طبع بحق ناشر ومترجم محفوظ ہیں

نام کتاب : کتاب التوحید

تالیف : فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

ترجمہ وتلخیص : ابوسعود محمد ہارون محمد یعقوب انصاریؔ

تنقیح وتہذیب : ابوسلمان شمیم عرفانیؔ

نظر ثانی : ابوعبدالبر عبدالحی السّلفیؔ

تقریظ : شیخ الحدیث عزیز الحق عمریؔ

سن طباعت : اشاعت اول ۲۰۱۵ء اشاعت دوم ۲۰۲۳ء

تعداد طباعت : ۱۰۰۰ (ایک ہزار)

کمپوزنگ : ابوہشام نظام الدین محمد یعقوب انصاریؔ

ناشر : مرکز السلام للتوعیۃ الاسلامیۃ

مڑلا روپندیہی، نیپال

ملنے کے پتے:

- مرکز السلام للتوعیۃ الاسلامیۃ، مڑلا روپندیہی لمبنی نیپال

AL SALAM AWAKENING CENTER
MURILA RUPANDEHI (LUMBINI) NEPAL
Mob.: +977 980755063

- مرکز الصفا الاسلامی

کوٹھی مائی گاؤں پالیکا وارڈ نمبر ۷، بھنگہیا ضلع روپندیہی لمبنی نیپال

- مجمع الفاروق للتنمیۃ الاجتماعیۃ

بھٹنی خرد، کلہوئی، مہراج گنج، یوپی (انڈیا) موبائل: 9559269641 91+

فہرست

تقریظ 7
ہدیۂ تبریک 9
پیغام مبارک بادی 11
مقدمہ (طبعِ ثانی) 14
مقدمہ (طبعِ اول) 15
عرضِ ناشر 17

عقیدہ وتوحید کا معنی ومفہوم

❖ عقیدہ کا لغوی معنی 19
❖ عقیدہ کی اصطلاحی تعریف 19
❖ توحید کا لغوی معنی 19
❖ توحید کی اصطلاحی تعریف 19
❖ توحید کی قسمیں 20
❖ عقیدہ کیا ہے؟ 22
❖ توحید کیا ہے؟ 23
❖ عقیدہ کی اہمیت 24
❖ عصر حاضر میں عقیدۂ توحید کی ضرورت اور تقاضے 25
❖ عقیدۂ توحید شریعت اسلامیہ کی نظر میں 26
❖ کلمۂ توحید کا مفہوم 27

❖ توحید کا مفہوم 27
❖ عصرِ حاضر میں عقیدۂ توحید کی اہمیت 30

پہلا باب
انسانی زندگی میں انحراف اور کفر والحاد اور شرک ونفاق کا تاریخی دور

❖ فصل اول: انسانی زندگی میں انحراف 32
• ظلم 37
❖ فصل دوم: شرک، اس کی تعریف اور اس کے اقسام 38
• شرک کی قسمیں 41
• اخلاص 43
• شرک اکبر و شرک اصغر کے مابین فرق 44
❖ فصل سوم: کفر، اس کی تعریف اور اس کے اقسام 44
• کفر اکبر و کفر اصغر کے مابین فرق کا خلاصہ 47
❖ فصل چہارم: نفاق، اس کی تعریف اور اقسام 47
• نفاق کی قسمیں 49
• نفاق اکبر و نفاق اصغر کے درمیان فرق 50
• ارتداد اور اس کے اقسام و احکام 53
• ارتداد کے اقسام (نواقض اسلام) 54
• ارتداد ثابت ہوجانے کے بعد اس پر مرتب ہونے والے احکام 55

دوسرا باب: توحید کے منافی اقوال واعمال

❖ فصل اول: ہتھیلی و پیالی وغیرہ پڑھ کر اور ستاروں کو دیکھ کر علم غیب کا دعویٰ کرنا 57

❖ فصل دوم: جادو، کہانت اور علم نجوم کا پیشہ 59

❖ فصل سوم: مقابر و مزارات پر نذر و نیاز قربانی اور ہدیے پیش کرنا اور ان کی تعظیم 62

❖ فصل چہارم: مجسّمے اور یادگار نشانیوں کی تعظیم کا حکم 64

❖ فصل پنجم: دین اسلام کے ساتھ مذاق اور اس کے مقدسات کی توہین کا حکم 66

- مذاق اور استہزاء کی قسمیں 67

❖ فصل ششم: اللہ کی شریعت کے علاوہ دوسرے قوانین کے مطابق فیصلہ کرنا 67

- وضعی (خودساختہ) قوانین کے مطابق فیصلہ دینے والے کا حکم 69

❖ فصل ہفتم: قانون سازی اور حلال وحرام ٹھہرانے کے حق کا دعویٰ 70

❖ فصل ہشتم: ملحدانہ تحریکوں اور جاہلی جماعتوں کی طرف انتساب کا حکم 72

❖ فصل نہم: زندگی کے سلسلہ میں مادی نقطہ نظر اور اس کے مفاسد 74

❖ فصل دہم: جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے 76

- تعویذ و گنڈا 78

- تولہ 80

❖ فصل یازدہم: غیر اللہ کا قسم، مخلوق کا وسیلہ اور مخلوق کی دہائی کے احکام کا بیان 80

- اللہ کے تقرب کے لیے مخلوق کا وسیلہ 82

- وسیلہ کی قسمیں 82

- مخلوق کو پکارنے اور اس سے مدد چاہنے کا حکم 86

تیسرا باب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہل بیت اور صحابہ کرام کے متعلق وجوبی اعتقاد کا بیان

❖ فصل اول: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وتعظیم کا وجوب، آپ کی تعریف میں افراط وتفریط سے ممانعت اور آپ کی قدر و منزلت کا بیان 87

- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں افراط وتفریط سے ممانعت 89
- میدان محشر اور مقام محمود 91

❖ فصل دوم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و پیروی کے وجوب کا بیان 93

❖ فصل سوم: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کی مشروعیت کا بیان 96

❖ فصل چہارم: اہل بیت کی فضیلت اور حق تلفی وغلو کے بغیر ان کے ساتھ سلوک کا بیان 97

❖ فصل پنجم: صحابہ کرام کی فضیلت، ان کے بارے میں ضروری اعتقاد اور ان کے آپسی اختلافات کے سلسلہ میں مذہب اہل سنت و جماعت کا موقف 98

- صحابہ کرام کے مابین ہونے والے کشت وخون اور فتنہ وفساد سے متعلق اہل سنت و جماعت کا موقف 99

❖ فصل ششم: صحابہ کرام اور ائمہ ہدایت کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان 102

- ائمہ ہدایت وعلماء امت کو برا بھلا کہنے کی ممانعت 104

چوتھا باب: بدعت

❖ فصل اول: بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام واحکام 107

❖ فصل دوم: مسلم معاشروں میں بدعت کا ظہور اور اس کے اسباب 111

❖ فصل سوم: بدعتیوں سے متعلق امت مسلمہ کا موقف اور اس کے ازالہ کے لیے اہل سنت و جماعت کا طریقہ 115

❖ فصل چہارم: آج کل کی کچھ نئی بدعتیں 116

- عبادت اور تقرب الی اللہ کی بابت بدعات، موجودہ غیر شرعی عبادتوں کی چند نمونے 117

❑❑❑

تقریظ

الحمد لله الذی وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ امابعد:

شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اسلام کی بنیاد عقیدۂ توحید پر ہے، اس بنیادی عقیدے کے بغیر اللہ کے ہاں کسی نیک عمل کی کوئی پذیرائی نہیں ہوسکتی ہے، اسلام کے اندر عقیدۂ توحید کو ایک دانے کی حیثیت حاصل ہے جس کے اندر اس کے تنے، شاخیں اور پتے چھپے رہتے ہیں، ایسے ہی اسلام کے تمام احکامات وہدایات پر عمل کے لیے یہی عقیدۂ توحید بے تاب وبیقرار کرتا ہے۔

عقیدۂ توحید جس کا پیغام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے دنیائے انسان کو سنایا: ''یا ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا'' (اے (دنیا کے) انسانو! لا الہ الا اللہ (عقیدۂ توحید) کا اقرار کرلو کامیاب ہوجاؤ گے۔

اسلام کے فرائض اترنے سے پہلے دس سال تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیائے انسان کے لیے یہی واحد پیغام تھا۔ پھر شب اسراء میں نماز اوراس کے بعد مدینے میں دوسرے فرائض اترے، جس سے اسلام میں عقیدۂ توحید کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ داعیان اسلام اور محدثین نے اس عنوان کو ہمیشہ اولیت واہمیت دی ہے اورعقیدۂ توحید کو بدعات وخرافات کی آمیزش سے بچانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

یہ رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے عرب کے ایک مستند اور نامور عالم ڈاکٹر صالح فوزان الفوزان حفظہ اللہ کی یگانہ عصر کتاب ''کتاب التوحید'' کا اردو ترجمہ ہے جو مولانا محمد ہارون محمد یعقوب فیضی نے ''جمعیۃ السلام للخدمات الانسانیۃ'' بھیرہوا، روپندیہی نیپال کے ایماء پر کیا ہے اورزبان وبیان کی سلاست اور چاشنی کے ساتھ انہوں نے اس رسالے کو سوال

وجواب کے اسلوب میں لکھ کر اتنا سہل بنادیا ہے کہ اس سے ہر اردوداں، چھوٹا بڑا بسہولت استفادہ کرسکتا ہے۔

میں نے اس ترجمہ کو ابتداء سے اخیر تک پڑھا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مترجم موصوف صاحب طرز انشاء پرداز اور دعوت واشاعت دین کے جذبے سے سرشار ہیں یہ ترجمہ موجودہ دور میں عقیدۂ توحید کو صاف کرکے ایک مثبت اور پائیدار حیثیت سے پیش کررہا ہے، اور اتنا سہل اور رواں ہے کہ اگر ہمارے مکاتب کے نصاب میں اسے داخل کرلیا جائے تو نونہالوں اور نوخیز طلبہ کے دل وذہن کی بہترین آبیاری کی جاسکتی ہے۔

اللہ رب العالمین سے دعاء ہے کہ اس ترجمہ کو قبولیت عام سے نوازے اور اس کے مصنف ومترجم وناشر اور جملہ معاونین وقارئین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔آمین

خیراندیش

عزیز الحق عمریؔ رحمہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ اثریہ دارالحدیث، مئو

(ایڈیٹر مجلہ آثار جدید، مئو)

۳/جون ۲۰۱۱ء

ہدیۂ تبریک

الحمدللہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد!

کسی بھی دینی عمل کی قبولیت کے لیے بنیادی شرط عقیدۂ توحید ہے اس کے بغیر سارا عمل اکارت وبرباد ہوجائے گا، توحید ہی اساس دین، روح ایمان ونور اسلام ہے، اللہ عزوجل نے عقیدۂ توحید کی نشرواشاعت نیز شرک کی غلاظت کو واضح کرنے اور بندوں کو طاغوت کی عبادت سے بچا کر اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت وبندگی کی طرف لانے کے لیے ہر دور میں انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا حضرت نوح، ہود، صالح، شعیب علیہم السلام نے اپنی اپنی قوموں کو { يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ } کے کلمات سے توحید کی دعوت دی خود خاتم الانبیاء رحمت للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت توحید کا آغاز کوہ صفا سے کرتے ہوئے فرمایا: ''یا ایها الناس قولوا لاالٰه الا الله تفلحوا'' اور تیرہ سال تک مکی زندگی میں مسلسل شب وروز توحید الی اللہ کی دعوت دیتے رہے اور ہر مشکلات کا سامنا صبر واستقامت سے کرتے رہے۔

اللہ عزوجل نے شرک کی خطرناکی، سنگینی اور اس کے برے نتائج کو واضح کرتے ہوئے سورہ انعام (۸۸) میں چند انبیاء کرام کے اسماء ذکر کرنے کے بعد فرمایا: { وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ } نیز رحمت عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے سورہ زمر (۶۵) میں فرمایا: { لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ }.

اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر علماء نے کتابیں اور شروحات لکھیں جن میں سرفہرست مجدد اسلام محمد بن عبدالوہابؒ کی مایہ ناز کتاب ''کتاب التوحید'' اور دین کے تین بنیادی اصول مقبول خاص وعام ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح فوزان الفوزان حفظہ اللہ

کی کتاب ''کتاب التوحید'' بھی ہے جو اردو زبان میں سوال وجواب کے انداز میں ترتیب دی گئی ہے۔

قابل مبارک باد اور دعاؤں کے مستحق ہیں عزیزم ابوسعد محمد ہارون بن محمد یعقوب فیضی سلمہ اللہ سابق ایڈیٹر ہفت روزہ ''صدائے عام'' جنکپور نیپال جو دیار غیر میں کسب معاش کے ساتھ ساتھ نہ صرف صدائے عام کے لیے اداریہ اور مضامین تحریر کرتے رہے بلکہ کتاب سنت کی روشنی میں آپ کے مضامین آج بھی ہندو نیپال اور قطر کے یومیہ ہفت روزہ اور ماہانہ مجلّات وجرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں، آپ نے دوران تدریس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اور افادۂ عامہ کے لیے ڈاکٹر صالح فوزان الفوزان کی کتاب کا نہایت سلیس انداز میں ترجمہ کرنے کا شرف حاصل کیا، **فللّٰہ الحمد والشکر**.

یہ کتاب عوام وخواص کے استفادہ کے ساتھ ساتھ اس لائق ہے کہ اسے مدارس میں داخل نصاب کر کے طلبہ وطالبات کے عقیدہ وعمل کی اصلاح کی جائے۔ اس کتاب کو پہلی بار **جمعیۃ السلام للخدمات الانسانیۃ** نیپال نے چھاپ کر تقسیم کرنے کا شرف حاصل کیا اور اب اس کا دوسرا ایڈیشن نظر ثانی وتصحیح کے بعد طباعت کے لیے تیار ہے، اللہ تعالیٰ اس کوشش کو شرف قبولیت سے نواز کر مؤلف مترجم اور ناشر کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے اور امت محمدیہ کے لیے نفع بخش بنائے۔ آمین

طالب دعا

شمیم الرحمن عبدالغفور اثری

صدر جمعیۃ السلام للخدمات الانسانیۃ، بھیرہوا روپندیہی نیپال

۱۳ ستمبر ۲۰۲۲م

پیغام مبارک بادی

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله الکریم. اما بعد!

اسلام میں عقیدے کو اولیت حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء ورسل کو صرف اپنی عبادت کرنے، شرک اور اس کی تمام قسموں سے دور رہنے کے لیے بھیجا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: { وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ } (النحل:۳۶) اور البتہ تحقیق کہ ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (یہ حکم دے کر کہ) اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

ان انبیاء ورسل کی متفقہ دعوت توحید باری تعالیٰ تھی، نوح علیہ السلام کے متعلق اللہ کا فرمان ہے: { وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ } (الاعراف:۵۹) ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! تم ایک ہی معبود برحق اللہ کی عبادت کرو، اور یاد رکھو، اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔

ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: { یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ } (اعراف:۶۵) اے میری قوم کے لوگو! تم ایک ہی معبود برحق اللہ کی عبادت کرو۔

ایک اور جگہ اشاد فرمایا: { وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ } (الانبیاء:۲۵)

اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اس پر یہی وحی نازل کی کہ میرے سوا کوئی معبود

برحق نہیں اس لیے تم سب میری ہی عبادت کرو۔

عقیدہ درست ہے تو تمام عبادات بھی فائدہ مند ثابت ہوں گی بصورت دیگر تمام عبادات رائیگاں اور بے کار ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متنبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: { وَ لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَ اِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ } (الزمر:٦٥) یقینا تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے تمام نبیوں کی طرف وحی کی گئی کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا، اور یقینا تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء کرام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: { وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ } (الانعام:٨٨) اور اگر (بالفرض) یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔

اس کی صاف وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو محض اس لیے پیدا کیا کہ وہ ایک ہی معبود برحق کہ عبادت کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: { وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ } (الذاریات:٥٦) میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ حق تمام حقوق پر افضل ہے اور دین کے تمام احکام کی جڑ اور بنیاد ہے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں لوگوں کو اسی حق کے قائم کرنے کی دعوت دیتے رہے اور اللہ کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کی نفی کرتے رہے۔

زیر نظر کتاب ''کتاب التوحید'' میں سعودی عرب کے مشہور عالم دین فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح فوزان الفوزان حفظہ اللہ نے عقائد کے تمام ابواب پر نہایت جامعیت کے ساتھ مفصل روشنی ڈالی ہے اور جس کو اردو قالب میں بشکل سوال و جواب برادر مکرم ابوسعد محمد ہارون بن محمد یعقوب فیضی حفظہ اللہ نے ڈال کر عوام الناس کے لیے عموماً اور طلبہ و طالبات کے لیے خصوصاً مفید سے مفید تر بنانے کی انتھک کوشش کی ہے۔

میں نے اس کتاب کا جستہ جستہ بغور مطالعہ کیا ہے اور اس کی نظر ثانی بھی کی ہے، کتاب کا اسلوب نہایت سادہ اور عام فہم ہے، دور حاضر میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ عقیدہ کی اساسیات ومبادی اور اس کے جملہ مباحث کو مختصر سوال وجواب کی شکل میں مرتب کیا جائے۔

فاضل مصنف نے جس عرق ریزی اور انتہائی دلچسپی سے عقائد صحیحہ کے مسائل کو حل کیا ہے وہ قابل مبارک باد ہیں اس کاوش پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں نے اس موضوع پر لکھی گئی اس کتاب کو طلبہ وطالبات، اساتذہ، علماء کرام اور عوام کے لیے انتہائی مفید پایا ہے۔ مدارس اسلامیہ کے منتظمین سے پرخلوص گزارش ہے کہ طلبہ وطالبات کی رہنمائی کے لیے ضرور اس کو شامل نصاب کریں۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ رحیم وکریم فاضل مصنف کو اس محنت کا اجر عطا فرمائے، اور اس کتاب سے تمام مسلمانوں کو صحیح اسلامی عقیدہ سیکھنے، سمجھنے اپنانے، شرک اور اس کی تمام اقسام، بدعات وخرافات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

طالب دعا

ابوعبدالبر عبدالحی السّلفی

استاذ کلیۃ فاطمۃ الزہراء للبنات

بھنگہیا روپندیہی نیپال ۲۰۲۲/۹/۴ء

مقدمہ (طبع ثانی)

الحمد لله و الصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله و صحبه و أتباعه أجمعين و بعد:

محترم قارئین!

اللہ رب العالمین کا بیحد شکر واحسان ہے کہ کتاب التوحید بشکل سوال وجواب (طبع ثانی) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ فالحمد لله على ذلك.

طبع اول کے اندر فنی خامیاں تھیں جس کے مراجعہ ، اصلاح اور طباعت کے لیے فضیلۃ الشیخ شمیم عرفانی مدنی داعیہ جالیات عفیف وصدر مرکز السلام للتوعیۃ الاسلامیۃ مڑلا ضلع روپندیہی صوبہ لمبنی نیپال اور برادر مکرم ابوعبدالبر عبدالحی السّلفی، استاذ کلیۃ فاطمۃ الزہراء للبنات، بھنگہیا روپندیہی نیپال سے خواہش ظاہر کی۔ دونوں صاحبان نے کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس کارخیر کو پائے تکمیل کو پہنچایا۔ فجزاهما الله عنا احسن الجزاء.

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو طلبہ وطالبات اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے لیے یکساں مفید اور مؤلف ومرتب، والدین اور ناشر کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے، آمین۔

محمد ہارون محمد یعقوب انصاریؔ

۲۱/مارچ/۲۰۲۱ء

مقدمہ (طبع اول)

عقیدۂ توحید کی اسلام کے اندر بڑی اہمیت ہے، عقیدہ میں پختگی کے بغیر کوئی شخص کامل مومن نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ دین اسلام کی عمارت کی اساس ہے اور کوئی عمارت بنیاد میں مضبوطی کے بغیر مستحکم نہیں رہ سکتی، عقیدہ ہی وہ عظیم شئی ہے جس کی درستگی سے انسان فوز وفلاح سے ہمکنار ہوکر دنیاوی لذتوں کے ساتھ ساتھ اخروی زندگی میں بھی بہشت کے باغ و بہار اور نعمتوں سے مکمل طور پر بھرپور لطف اندوز ہوسکتا ہے مگر اس کی خرابی سے انسان کو دنیاوی مسرت وشادمانی مل تو سکتی ہے لیکن اُخروی نعمتوں کی حصولیابی ناممکن ہے کیونکہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کا وعدہ ہے کہ جس کے پاس ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا ایمان اور عقیدۂ توحید سے کامل وابستگی ہوگی وہ یقینی معنوں میں جنت میں ذرا دیر سہی تاہم ضرور داخل ہوگا۔ اسی واسطے شریعت مطہرہ نے اس کی تاکید کی ہے۔

عقیدۂ توحید کی اہمیت، ضرورت اور تقاضے، جملہ بدعات وخرافات اور مشرکانہ رسوم ورواج کا تفصیلی جائزہ کتاب وسنت کی روشنی میں ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ نے حقیقت کے پردے میں لیا ہے جو کہ عربی زبان میں عقیدۂ توحید پر اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے اور اپنی جامعیت ومعنویت کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہے، یہ کتاب دینی مدارس اور جامعات میں داخل نصاب کیا جانا چاہئے۔

حالات کی نزاکت اور عقیدۂ توحید سے دوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند احباب نے مجھ کم مایہ، بے بضاعت اور ذرۂ بے مقدار کو اس کتاب کے ترجمہ اور اسے بشکل سوال وجواب مرتب کرنے کی طرف ترغیب دلائی اور اس کو منظر عام پر لانے کے لیے دامے، درمے، سخنے ہر اعتبار سے تعاون پیش کرنے کا وعدہ کیا اور تقریباً ڈیڑھ ماہ کے اندر درس وتدریس اور تعلیم وتعلم میں از

حد مصروفیات کے باوجود پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ فللّٰه الحمد علی ذلك.

مکتبہ نعیمیہ اور مکتبہ التفہیم مئو ناتھ بھنجن کی یہ پیش کش تھی کہ اس کو جلد از جلد تیار کر کے اشاعت کے مرحلے سے گذارا جائے، کیونکہ اس طرح کی موثوق کتاب عقیدہ پر سوال و جواب کے انداز میں نہ آئی تھی۔

اب یہ کتاب جملہ معاونین کے تشکر وامتنان کے ساتھ آپ قارئین کے سامنے ہے، اگر اس کو متوسطہ یا ثانویہ کے مراحل میں داخل نصاب کرلیا جائے یا جامعات کے طلبہ اس کو اپنے پاس رکھیں تو بہتر ہوگا۔ جیسا کہ فضیلۃ الاستاذ محترم عبدالحکیم مجاز اعظمیؒ استاذ جامعہ عالیہ عربیہ مئو نے اس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ ''اس طرح کی کتابوں کی ضرورت کافی دنوں سے محسوس کی جارہی تھی''۔

کتاب اپنے مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے، غلطیوں کا صدور انسانی فطرت کا عین تقاضا ہے بنا بریں آپ محترم قارئین سے بصد ادب گزارش ہے کہ غلطیوں کی ضرور نشاندہی فرمائیں تا کہ طبع ثانی میں اصلاح ہو سکے، آپ حضرات کا ممنون ومشکور رہوں گا۔

طالب الخیر والدعاء

محمد ہارون محمد یعقوب انصاری

عرضِ ناشر

الحمد لله الذی من علینا بالإسلام و الصلوۃ والسلام علی قرۃ أعیننا وقدوتنا خیر الأنام و علی آله وصحابته الکرام و علی من تبعه بإحسان إلی یوم القیام . وبعد:

یہ کتاب ''کتاب التوحید'' فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ ورعاہ کے رشحات قلم کا ایک علمی گلدستہ ہے جس کو عزیز گرامی مولانا محمد ہارون بن محمد یعقوب فیضیؔ سلمہ اللہ نے افادۂ عام کے ارادہ سے اردو قالب میں پیش کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے ۔ شکر اللہ سعیه وأجزل له الاجر والمثوبة.

کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کیونکہ یہ دین اسلام کے ایک نہایت ہی حساس اور اہم موضوع نیز اساسی رکن عقیدۂ توحید کے متفرق عنوانات پر مشتمل ہے اس سے پہلے یہ کتاب جمعیت السلام للخدمات الانسانیہ نیپال سے چھپ کر ایک بار منظر عام پر بھی آ چکی ہے، برادر عزیز مولانا فیضیؔ نے ماہ شعبان ۱۴۴۲ ہجری میں یہ کتاب میرے پاس ایمیل کی اور خواہش ظاہر کی کہ میں اس پر نظر ثانی کروں اور دوبارہ اس کی طباعت کا اہتمام کروں کتاب پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی اس کی افادیت وانفرادیت کا اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا چنانچہ تلافئ مافات کے طور پر از سرِ نو میں نے اس کی تہذیب وتنقیح کا کام شروع کیا۔ میں طویل زمانے سے کئی جسمانی مہلک امراض وعوارض میں مبتلا ہوں شدید خرابئ صحت اور ہجومِ مشغولیات کے باعث اس پر خاطر خواہ توجہ دینا میرے لیے کافی دشوار تھا تاہم عجالۂ نافعہ کے طور پر کتاب کو جلد منصۂ شہود پر لانے میں حتی المقدور کوشش کی ہے، اب یہ کتاب ''کتاب التوحید'' کے عنوان سے ''مرکز السلام للتوعیۃ الاسلامیۃ'' مڑلا نیپال کے زیرِ اشراف چھپ کر آپ احباب واخوان کے

ہاتھوں میں پہونچ رہی ہے۔

ادارہ ’’السلام اسلامک اویکننگ سینٹر مڑلا نیپال‘‘ محتاجِ تعارف نہیں ہے والدِ گرامی مولانا عرفان اللہ ریاضی رحمہ اللہ نے چند باہمت وباشعور اعیانِ جماعت کے ساتھ نہایت ہی ناگفتہ بہ حالات میں ۱۹۸۵ء میں اس ادارہ کی داغ بیل ڈالی تھی ادارہ کی ہمہ جہت سرگرمیوں میں ایک اہم کام مقتدر سلفی علماء کی مفید اور نافع کتابوں کی طباعت کا اہتمام بھی کرنا ہے چنانچہ اب تک ادارہ السلام سینٹر کے پلیٹ فارم سے الحمدللہ خاکسار کے ذاتی خرچ پر تین کتابیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوکر عوام وخواص سے دادِ تحسین حاصل کرچکی ہیں۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کتاب چونکہ عام فہم اور سلیس اردو زبان، سوال وجواب کے انداز میں مرتب کی گئی ہے اور اپنے مشمولات کے اعتبار سے بھی الحمدللہ فائدے سے خالی نہیں ہے اس لیے دینی مدارس میں ابتدائی درجات کے اندر شاملِ نصاب کئے جانے کے لائق ہے، اللہ اس کتاب کو مؤلف، مرتب، مترجم، ناشر اور قاری اور عوام وخواص سبھی کے لیے مفید اور نافع بنائے اور میرے مربی ومشفق والدین رحمہا اللہ کے لیے ایصالِ ثواب کا ذریعہ بنائے آمین۔

کتبہ/ ابوسلمان شمیم عرفانی

صدر ’’مرکز السلام للتوعیة الإسلامیة‘‘

مڑلا روپندیہی نیپال

(۲۱/مارچ ۲۰۲۱ عیسوی)

عقیدہ وتوحید کا معنی ومفہوم

عقیدہ کا لغوی معنی:

عقیدہ کا لفظ عربی زبان میں عقد یعقد عقدًا سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں گرہ لگانا، باندھ دینا۔

عقیدہ کی اصطلاحی تعریف:

عقیدہ کی جمع عقائد ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کے وجود، اس کی الوہیت اور توحید پر پختہ ایمان رکھنا نیز اس کے فرشتوں، کتابوں رسولوں، آخرت اور تقدیر کی اچھائی اور برائی پر ایمان لانا، اسی طرح ان اصول ومبادیات سے جو احکام ومسائل مستنبط ہوتے ہیں اور جو امور و مسائل ان سے ملحق ہیں ان تمام امور پر ایمان لانے اور ان کو تسلیم کر لینے اور ان سے راضی ہو جانے کا نام عقیدہ ہے۔

توحید کا لغوی معنی:

توحید کا لفظ وحد یوحد کا مصدر ہے جس کا معنی منتشر چیزوں کو یکجا اور جمع کر دینا، بکھری ہوئی چیزوں کو سمو دینا۔ (تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید)

توحید کی اصطلاحی تعریف:

اللہ کی ذات کو اس کے افعال، عبادات اور اسماء وصفات میں اکیلا جاننا توحید ہے، اس کی

ذات وصفات میں جس طرح کوئی شریک نہیں اسی طرح افعال ربوبیت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں، مخلوق کی تمام عبادات جوذات باری تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں اس میں کسی بھی مخلوق کوشریک نہ کرنے کوتوحید کہتے ہیں۔(شرح العقیدۃ الطحاویۃ)

تاریخ گواہ ہے کہ ہرقوم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر بھیجے جن کی دعوت کا محور یہی کلمۂ توحید تھا۔ اللہ کا ارشاد ہے: { وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ } (النحل:۳۶) ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اوراس کے سوا تمام (باطل) معبودوں سے بچو۔

توحید کی تین قسمیں ہیں:

(۱) توحید الوہیت یا توحید عبادت (۲) توحید ربوبیت (۳) توحید اسماء وصفات۔

توحیدِ الوہیت یا توحید عبادت:

توحید الوہیت کوتوحید عبادت بھی کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت اور بندگی کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے اس کے سوا کوئی مستحق نہیں، اللہ تعالیٰ کواس کی عبادت میں اکیلا اور منفرد مانے اور سچے دل سے اس کا اقرار کرے، نیز اعضاء وجوارح سے اس کا عملی اظہار بھی کرے۔

توحیدِ کامل کا بلند مقام یہ ہے کہ آپ مکمل طور پراپنے آپ کو اللہ کے حوالے کردیں اور حتی المقدوراعمال وعبادات کی ادائیگی کے ساتھ اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوں اوراس کی ناراضگی سے ڈرتے بھی رہیں، خواہ اس کا درجہ اور مرتبہ کتنا ہی بلند وبرتر ہو، خواہ نبی ہو یا پیغمبر، فرشتہ ہو یا ولی صالح۔(مومن کے عقائد: شیخ ابوبکر جابر الجزائری، ص ۱۰۴)

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: { قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ }

(الانعام:۱۶۲-۱۶۳) (اے نبی) آپ کہہ دیجیے یقینا میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی ساجھی وحصہ دار نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا تابعدار ہوں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: { اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ } (الانعام:۷۹) بے شک میں نے اپنی توجہ یکسو ہو کر اس ذات کی طرف کر لی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو انوکھے انداز میں پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

توحید ربوبیت:

یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق و مالک اور روزی رساں ہے وہی زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے اور اپنے افعال میں یکتا اور اکیلا ہے اور یہ پورا کارخانۂ عالم صرف اسی کے اشارے پر رواں دواں ہے۔ (شرح العقیدۃ الطحاویۃ ۱/ ۲۵)

اللہ ذوالمنن کا فرمان ہے: { قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ } (یونس:۳۱) یعنی اے پیغمبر! ان مشرکوں سے پوچھو کہ وہ کون ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے یا وہ کون ہے جو تمہارے کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے پیدا کرتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام دنیا کا انتظام کرتا ہے؟ وہ کہیں گے کہ اللہ تو آپ کہہ دیجئے تم کیوں تقوی اختیار نہیں کرتے۔

توحید اسماء وصفات:

اللہ تعالیٰ کے بارے میں کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ سے جو نام اور صفات ثابت ہیں اس

کوکسی تمثیل، تاویل یا تعطیل کے بغیر صرف باری تعالیٰ کے لیے مخصوص سمجھا جائے اور اس کی کسی خوبی اور صفت میں کسی اور کو اس کا شریک کار اور مساوی نہ بنایا جائے اور جن اسماء وصفات کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار کیا ہے ان کا انکار کرنا توحید اسماء وصفات کا صحیح تصور ہے۔

(شرح العقیدۃ الطحاویۃ)

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: { وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ } (الاعراف:۱۸۰) اللہ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں اس کو انہیں ناموں سے پکارو اور جو لوگ ان ناموں میں کجی کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو وہ جو کچھ کر رہے ہیں ان کی سزا پائیں گے۔

ایک دوسری جگہ ارشادِ حق تعالیٰ ہے: { لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ } (شوریٰ:۱۱) اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھنے والا سننے والا ہے۔

عقیدہ کیا ہے؟

عقیدہ ان فیصلوں کا نام ہے جنہیں انسانیت عقل سلیم سے سوچ کر اور قوانین الٰہیہ کے ذریعہ پرکھ کر صادر کرتی ہے یہ فیصلے دوٹوک اور بے لاگ ہوتے ہیں، عقل ونقل کی کسوٹی پر قطعی پورے اترتے ہیں، اس لیے ایک بار جب اس کا ذہن اس قسم کا کوئی فیصلہ صادر کرتا ہے اور اپنے دل ودماغ میں وہ ٹھان لیتا ہے کہ اس نے جو سوچا وہی برحق اور درست ہے تو اب کوئی طاقت اسے نہ اپنے فیصلے سے ہٹا سکتی ہے نہ ہی اس کے اندر کسی قسم کا نقص، فتور یا شک وشبہ کا احتمال اس کے دل میں پیدا کرسکتی ہے۔ اس قسم کا فیصلہ بندہ اپنے بنانے والے کے بارے میں کرتا ہے وہ دل سے مانتا اور زبان سے اقرار کرتا ہے کہ وہ ایک ذات واحد ہے جس نے اس کو وجود بخشا وہی اس کا خالق و مالک ہے اور روزی رساں بھی، ذات باری تعالیٰ نے کل کائنات کو اپنی پرستش اور بندگی کے لیے پیدا کیا ہے، اسی غرض کے پیش نظر اللہ رب العالمین بے شمار انبیاء اور رسولوں کو ہر قوم کے اندر ہر زمانے میں مبعوث فرماتا رہا ہے ان پر آسمانی کتابیں (توریت، زبور، انجیل،

قرآن اور دیگر آسمانی صحیفے) نازل فرمائیں۔ بندہ مؤمن یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ قادرِ مطلق نے اپنے پیغمبروں اور آسمانی کتابوں کے ذریعہ جس قدر احکام وفرامین عطا کئے ہیں ان کا ماننا اور ان پر عمل کرنا اس پر فرض ہے اور جن چیزوں سے اس نے منع کیا ہے ان سے رک جانا لازمی ہے:
{ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ } (الحشر:۷) اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

توحید کیا ہے؟

توحید کے معنی ایک ماننا اور ایک کے علاوہ ماننے سے قطعی انحراف وانکار کرنا ہے۔

شریعت کی زبان میں توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، عبادت اور جملہ اوصاف و کمالات میں یکتا، بے نیاز، بے نظیر اور بے مثال ہے۔ اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، کوئی اس کا ہمسر، ہم پلہ اور قائم مقام نہیں۔

اللہ رب العالمین نے ہم انسانوں پر اپنی بے شمار نعمتیں نازل فرمائی کہ جس کے اعداد وشمار سے پوری روئے زمین کا ہر کس وناکس قاصر وعاجز ہے۔ اور نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت توحید کی نعمت ہے۔

درحقیقت توحید ایمان کا جوہر اور انسان کے لیے سب سے بڑا سرمایۂ حیات ہے۔ میزان میں سب سے بھاری اور وزنی شئی ہے اور یہی تمام عبادات واعمال کی روح ہے توحید کے بغیر کوئی عبادت مقبول نہیں ہوسکتی کیونکہ توحید جس کا مطلوب ومفہوم یہ کامل یقین واعتماد رکھنا ہے کہ صرف اللہ کی ذات ہی کارساز، قادر مطلق اور مختار کل ہے، اس کے احکام وفرامین کی نفاذ میں نہ کوئی دخل دے سکتا ہے نہ اسے کسی سے کسی قسم کے مدد اور تعاون کی حاجت ہے بلکہ پوری کائنات اس کا محتاج اور اس کے دَر کا بھکاری ہے۔ اللہ کی نہ کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے بلکہ وہ اکیلا ہے چنانچہ اللہ کا فرمان ہے: { قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ ② لَمْ يَلِدْ ڏ

وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ } (الاخلاص) آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

باری تعالیٰ اپنی شانِ ربوبیت میں منفرد ہے اس کے کسی وصف میں اور خاص طور پر اس کی ربوبیت میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے: { قُلۡ مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ اَمَّنۡ یَّمۡلِکُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ مَنۡ یُّخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ یُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَ مَنۡ یُّدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ اللّٰہُ ۚ فَقُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ } (یونس:۳۱) آپ کہہ دیجیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ ''اللہ'' تو ان سے کہئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔

بندگی کے لائق صرف وہی ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں: { قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ ۚ وَ بِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۶۳﴾ } (الانعام:۱۶۲-۱۶۳) آپ فرما دیجیے کہ یقیناً میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔

عقیدہ کی اہمیت:

مفتی سعودی عرب علامہ ابن بازؒ رقمطراز ہیں کہ دنیا میں بہت سے عقائد وافکار ہیں مگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ثابت شدہ عقائد کے علاوہ سب فاسد ہیں اور یہی وہ اسلامی عقیدہ ہے جو معصیت اور شرک وبدعت جیسے عظیم گناہ کی آلائشوں سے پاک اور صاف ہے اور یہی وہ عقیدہ ہے جس کا بیان عرش والے کی کتاب میں ہوا ہے: { اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ } (آل عمران:۱۹)

فرمانِ حق تعالیٰ ہے: { اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا } (المائدۃ: ۳) آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کرلیا ہے۔

دوسری جگہ ارشادِ الٰہی ہے: { وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ } (آل عمران: ۸۵)

لازمی طور پر ہمارا عقیدہ ہونا چاہیے کہ ہم اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روزِ آخرت اور اچھی اور بری تقدیر کا اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان رکھیں چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر کامل ایمان رکھتے ہیں کہ وہ پرورش کرنے والا، اور ساری چیزوں کا مالک ہے۔ ہم اس کے اسماء وصفات پر ایمان رکھتے ہیں اس کے لیے اسماء حسنیٰ ہیں اور ہم اس کی وحدانیت پر اس طور پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس کی الوہیت، ربوبیت اور اس کے اسماء وصفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

ارشادِ ربانی ہے: { رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا } (مریم: ۶۵)

عصرِ حاضر میں عقیدۂ توحید کی ضرورت اور تقاضے:

آج الحاد ولادینیت کا طوفان پوری دنیا میں برپا ہے۔ لادینی تعلیمی نظام نے برسہا برس کی سعی کے بعد خود مسلمانوں میں ایسی نسل تیار کر دی ہے جو ایمانیات اور عقائد کے ان مسلمہ اصولوں کا کھلے عام انکار کرتی ہیں۔ تشکیک وانکار الوہیت کا فتنہ عام ہو چکا ہے انسانی زندگی عقیدے کی جس سیدھی اور محکم راہ پر چل رہی تھی اس سے اتر کر انارکی، آوارگی اور بے راہ روی کا یکسر شکار ہو چکی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان جدید علوم وفنون سے مسلح اور مزین ہونے کے باوجود انسانیت کی حدوں سے نکلتا جا رہا ہے خاص طور پر مسلمانوں میں توحید اور اس کے مظاہر پر پختہ اعتقاد نہ ہونے کی بنا پر اسلام کے نام پر وثنیت اور کھلی بت پرستی پائی جا رہی ہے۔ نماز،

روزہ اور دیگر فریضے کو ان تمام امور میں اللہ کی ذات سے منہ موڑ کر کھلم کھلا زندہ مردہ مخلوق کو اپنی عقیدت اور بندگی کا مرکز بنالیا گیا ہے اس طرح توحید خالص اور اس کے تقاضوں اور دائروں سے نکل کر ایک نئے شرکیہ مصنوعی اسلام کا ڈھانچہ تیار کرلیا گیا ہے اور ملت اسلامیہ قدیم جاہلیت کی تمام شرکیہ رسموں کو اسلام کا نام دے کر زندہ کر چکی ہے۔

اس لیے آج ضرورت ہے کہ قدیم اور جدید ترین تمام رسومات قبیحہ کو انسانی معاشرہ سے ختم کر کے اس الٰہی نظام کو اختیار کیا جائے جس کی ضرورت از حد محسوس کی جارہی ہے جو قرآن وسنت کے عین مطابق ہو ورنہ یہ مسموم جراثیم جس وقت سوسائٹی میں پھل پھول جائیں گے تو اس کا ختم کرنا محال ہوگا اس کے لیے ہمیں سب سے پہلے عقیدے کو درست کرنا از حد ضروری ہے۔

اور یہی عقیدۂ توحید کا تقاضہ ہے کہ بت پرستی، اوہام پرستی، غیر اللہ سے لگاؤ، غیروں سے رشتہ استوار کرنا جیسی برائیوں سے کوسوں دوری کی راہ اختیار کی جائے۔

عقدۂ توحید شریعت اسلامیہ کی نظر میں:

عقیدۂ توحید شریعت اسلامیہ کی فلک بوس محل اور عمیق ترین بنیاد ہے، شریعت جتنی عظیم ہے عقیدہ اتنا ہی محکم اور مضبوط ہے۔ بنیاد کی مضبوطی کے بغیر عمارت کا استحکام بے معنی ہے، عقیدۂ توحید دین اسلام کی اولین اساس ہے۔ اسلام نے عقیدہ کی پختگی اس کی تصحیح وتطہیر اور استقامت وسلامتی پر سب سے زیادہ زور دیا ہے، قرآن عظیم کی تعلیمات کا ایک تہائی حصہ عقائد کی بابت ہے، مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تیرہ (۱۳) سال نبوی زندگی میں محض ایمان وعقیدہ ہی کی تعلیم دیتے رہے۔ اسلام کا ربط ضبط بلکہ یہ کہہ لیجئے کہ ریموٹ کنڑول عقیدۂ توحید ہی ہے کیونکہ کسی بھی شخص کو اس امن وشانتی کے گلشن میں داخل ہونے کے لیے اس کلید کا استعمال ضروری گا۔ بغیر اس کے اس کا داخلہ ممنوع ہے۔ اسی لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی بنیاد جن پانچ چیزوں پہ رکھی ہے ان میں سب سے پہلی بنیاد کلمہ توحید ''لا الہ الا اللہ'' کو بتایا ہے۔

کلمۂ توحید کا مفہوم:

داعیان حق نے اپنی زندگیوں میں کلمۂ توحید کے اس مفہوم کو لوگوں میں بیان کیا اور اس کے مدلول اور مطلوب کو ہر ممکن اجاگر کیا ہے یہاں تک کہ عقیدہ پر علماء سلف متقدمین ومتاخرین نے بے شمار بڑی بڑی جلدیں اور ضخیم کتابیں لکھ ڈالی ہیں جو الحمدللہ عوام وخواص یکساں مقبول ہیں۔ کتاب التوحید کی جامع شرح ''تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید'' مولف سلیمان بن عبداللہ میں لا الہ الا اللہ کا مفہوم کچھ اس طرح رقم کئے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں۔ جیسا کہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا: { وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ } (الانبیاء:۲۱) ''اور ہم نے تم سے پہلے جب بھی کوئی رسول بھیجا تو اسے یہی وحی بھیجتے رہے کہ میرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، لہٰذا تم سب میری ہی عبادت کرو۔''

توحید ہی سفینۂ حیات ہے کیونکہ توحید کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے بہتیرے ہلاکت کے عمیق غار میں پہونچے لہٰذا توکل اللہ پر ہو قسم اسی کی کھائی جائے، نذر ونیاز اسی کے لیے خاص ہو، اسی سے توبہ وانابت کرے، اسی سے خوف کھائے اور حقیقت میں اسی کو ''لا الہ الا اللہ'' کلمہ توحید کی تحقیق کہتے ہیں اور جب یہ صفت کسی بندے میں پائی جائے گی تو یقینا ایسے بندے پر رب العالمین نے جہنم کو حرام قرار دے دیا ہے۔

توحید کا مفہوم:

اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے بنیادی ارکان محبت، امید اور خوف کے کے تناظر میں انجام دینا اور کسی غیر کو اس کے ساتھ شریک نہ کرنا۔ اللہ ذوالمنن کا فرمان ہے: { لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ } (لقمان:۱۳) شرک مت کرو یقینا شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

دوسری جگہ فرمانِ الٰہی ہے: { اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِیْمًا } (النساء:۴۸) یقیناً اللہ اپنے ساتھ کئے گئے شرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ (گناہوں کو) جس کے لیے چاہے گا معاف کر دے گا اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو حقیقت میں اس نے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔

ان آیات سے توحید کی اہمیت اور شرک کی خباثت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو اپنی عاجزی، فقر و احتیاج، تواضع وانکساری، تذلل اور بے چارگی کا پورا پورا شعور ہو اور اسے یہ یقین ہو کہ وہ ہر لمحہ رب العالمین معبود حقیقی کی رحمت کا محتاج ہے، ان تمام چیزوں کو پیش نظر رکھ کر اپنے آپ کو اسی ایک مالک حقیقی پر کامل یقین رکھے۔ اسی کی عبادت کرے ساری امیدیں اسی سے وابستہ رکھے۔

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: { وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ } (غافر:۶۰) مجھے پکارو میں تمہاری (دعا) کو قبول کروں گا۔

اپنی جبین نیاز کو غیر اللہ کے آستانوں، مزارات، درگاہوں سے ہٹا کر صرف اور صرف اللہ کے سامنے خم کرے۔ { وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ } (الذاریات:۵۶)

قلبی مودت، محبت اور عقیدت کا مرکز اور محور اسی کی ذات کو سمجھے، زندگی کے ہر نشیب و فراز میں اسی رب رؤف ورحیم کو پکارے توبہ وانابت اسی سے کرے اور کامل یقین رکھے کہ جو کچھ ہو رہا ہے سب اسی رب کائنات کی طرف سے ہو رہا ہے جو رحیم و کریم، جبار و قہار ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: { مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا } (النساء:۷۹) ''تجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔ ہم نے تجھے تمام لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔

ان تمام چیزوں کو پیش نظر رکھ کر بندے کو چاہیے کہ اسی ایک مالکِ حقیقی پر کامل ایمان و یقین رکھے۔

زندگی کے پر پیچ اور سنگلاخ میدانوں میں آزمائش کی کوئی بھی گھڑی آئے، کتنے ہی

مصائب وآلام کا سامنا ہو یا کیسی بھی مزاحمت اٹھانی پڑے، حق کے خلاف قید خانوں کا رخ کرنا پڑے غرضیکہ کوئی بھی مصیبت آ پڑے لیکن عقیدہ وایمان میں کبھی بھی کوئی خلل اور رخنہ پیدا نہ ہونے دیں۔ اور نہ اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک کریں جب تک اس کرۂ ارض پر رہیں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرانقدر تعلیمات کو اپنے لیے حرز جان بنائیں، اللہ کا نیک بندہ اور شکر گذار بن کر رہیں۔

اس اہم بحث کا تعلق اساسِ اسلام کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' سے ہے جس کی تبلیغ واشاعت گذشتہ تمام نبیوں اور رسولوں کا اہم ترین مشن تھا۔ اسی کلمہ کی سربلندی کے لیے انبیاء اور رسولوں کو ستایا گیا، کفار ومشرکین سے عداوت ودشمنی کی گئی۔ ان سے طویل خونی جنگیں لڑی گئیں، اسی کی دعوت کو عام کرنے کے لیے نبی آخر الزماں کو سب سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی اور بعثت کے بعد سے تا حیات کسی دم نہ آپ کو اور نہ ہی آپ کے اصحاب کو چین و سکون سے رہنے دیا گیا اس کلمہ کا زبان سے اقرار کرنا شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنے کے مترادف تھا۔

یہ شہادت گہہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اس لیے کہ یہ کلمہ درحقیقت باطل خداؤں کے خلاف چیلنج اور کھلا ہوا اعلان جنگ ہے اس کلمہ کو دل سے ماننا اس عزم کا اظہار کرنا ہے کہ اب وہ ساری مخلوق سے کٹ کر صرف ایک ہستی کی طرف اور تمام مذاہب سے رخ پھیر کر صرف ایک دین ''اسلام'' کی طرف رخ کرنا ہے اس لیے کہ اس وقت جب کہ سارے نبی اور رسول دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور ان کے پیروکار بھی پیوند خاک بن چکے ہیں، صرف یہی وہ دین ہے جو تا قیامت قائم ودائم رہے گا، صرف اسی کلمہ کو یہ امتیاز حاصل ہے اور ہر نبی اس کلمہ کو بلند کرتا اور غیر اللہ کے مقابلے میں عبادت اور بندگی کا صحیح حقدار صرف باری تعالیٰ کی ذات کو بتاتا تھا تو قوم ان کے خون کی پیاسی بن جاتی اور آمادۂ جنگ ہو جاتی تھی۔

عصرِ حاضر میں عقیدۂ توحید کی اہمیت:

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جس کی بنیاد ارکان خمسہ ہے۔ ارکان خمسہ کا پہلا رکن کلمہ توحید ''لا الہ الا اللہ'' ہے جو باقی ارکان میں اساس اعظم کا مقام رکھتا ہے، توحید اسلام کا جوہر ہے، جس پر اس کی عمارت قائم و دائم ہے۔ اسلام کو زندہ رکھنے کے لیے عبادات و معاملات، اخلاقی عادات واطوار اور جملہ رسومات توحید کی بنیاد پر قائم کرنا ہوگا۔ قیام اسلام کے لیے توحید کے متوالوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ انسانی اعمال وعبادات کا انحصار جب توحید پر ہو تو اس کی پوری زندگی اسلام کا نمونہ بن جاتی ہے۔ کائنات میں ہر شئی کی الگ پہچان ہوتی ہے۔ اور مسلمانوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ موحد ہیں توحید ہی ان کی ابتداء وانتہاء ہے۔ توحید کی اہمیت کو بتانے کے لیے اس سرزمین پر انبیاء ورسل آئے جن کی تعلیم کا مرکز اول وآخر صرف اور صرف توحید کی اہمیت کو اجاگر کرنا تھا۔ توحید کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھانا مقصود تھا۔

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہوگئیں

لیکن آج کے مسلمان نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی توحید کی اہمیت کو بھول بیٹھے جس کے پاس پیاسی انسانیت کی سیرابی کے لیے مکمل ضابطہ حیات موجود ہو اس کا حال عصر حاضر میں ناگفتہ بہ ہے۔ جس توحید کی طرف دعوت دینے کے لیے اولوالعزم پیغمبرانِ اسلام نوح، ابراہم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے جن کی صدا صرف اور صرف ایک ہی تھی، ارشاد ربانی ہے: { وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ } (النحل:٣٦) ''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو''۔

افسوس کہ آج ہم اس پیغام سے کوسوں دور ہو چکے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کو نظر انداز کر کے مغربی تہذیب وثقافت سے ہم آہنگ ہو کر دامنِ توحید سے اپنا تعلق توڑ بیٹھے ہیں۔ آج کے اس

دور میں عقیدہ کو سنبھال کر رکھنا بہت مشکل اور دشوار گزار کام ہے کیونکہ اہلِ مغرب نے ہمارے عقیدے کو برباد کر کے رکھ دیا ہے، اللہ ہمیں اس دور میں توحید کی اہمیت کو سمجھنے اور اس کے مقام و مرتبہ کو جاننے کی توفیق بخشے۔ آمین! (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں مستلزمات الدعوۃ فی العصر الحاضر للشیخ علی بن صالح المرشد، ۱۳۱-۱۶۰)

آج ورثۃ الانبیاء ہونے کے ناطے حاملین کتاب وسنت علماء حق پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ لوگوں کو کھول کھول کر بتائیں کہ شریعت حقہ میں عقیدہ کی اہمیت کیا ہے۔ کیونکہ یہی چیز مرد مومن کے لیے نجات کا واحد راستہ ہے۔ اس لیے آج اس دور میں ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے بچوں کو عقیدہ کی تعلیم سے واقف کرائیں تاکہ تخلیق انسانی کے مقصد کا حصول ممکن ہو ورنہ ہم اپنے شب وروز میں اگر یونہی مغربی تعلیم اور مغربی عقائد واعمال سے چمٹے رہے تو عنقریب ہم راہ نجات سے بھٹک جائیں گے اور راہِ ضلالت ہمارا مقدر بن جائے گی۔

پہلا باب

انسانی زندگی میں انحراف اور کفر والحاد اور شرک ونفاق کا تاریخی دور

فصل اول: انسانی زندگی میں انحراف

س: اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوق کوکس مقصد کے لیے پیدا فرمایا؟

ج: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کواپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: { وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ } (الذاریات:۵۶)

میں نے جنات اورانسانوں کومحض اسی لیے پیدا کیا کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

س: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کویکسو ہوکر عبادت کرنے کے لیےکن چیزوں کا انتظام کیا؟

ج: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو یکسو ہوکر اپنی عبادت کرنے کے لیے رزق کے تمام وسائل اور اسباب مہیا کئے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: { مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ } (الذاریات:۵۷-۵۸)

میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں، اللہ ہی تو روزی دینے والا ہے،زورآوراور مضبوط ہے۔

س: نفسِ انسانی کواگراس کی فطرت پرچھوڑ دیا جائےتوکس چیز کا اقرار کرے گا؟

ج: وہ انسان اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت کا اقرار کرے گا،اس کی ذات بابرکت سے محبت کرے گا،

اس کی عبادت کرے گا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا۔

س: انسانیت کے اندر عقیدہ میں بگاڑ کب پیدا ہوتا ہے؟

ج: جب اسے انسان و جنات کے شیطان صفت افراد ورغلاتے ہیں اپنی چکنی چپڑی اور دھوکہ کی باتوں سے لوگوں کو بہکاتے ہیں پھر انسانی معاشرہ میں فساد بگاڑ ہونے لگتا ہے۔

س: انسان صراط مستقیم سے کیسے ہٹتا ہے؟

ج: انسان جب شیطان صفت انسانوں کے باتوں کو مانتا ہے تو رفتہ رفتہ صراط مستقیم سے ہٹ جاتا ہے۔

س: کیا انسانی فطرت میں توحید موجود ہے؟

ج: انسانی فطرت میں توحید کا جوہر پہلے سے ہی پیدائشی طور پر موجود ہے۔

س: کیا شرک ایک عارضی اور نو وارد چیز ہے؟

ج: جی ہاں! شرک ایک عارضی اور نو وارد چیز ہے۔

س: انسان کو اگر اپنی فطرت پر چھوڑ دیا جائے تو کہاں لوٹے گا؟

ج: اگر انسان کو بعینہ اس کی فطرت پر چھوڑ دیا جائے تو اپنی فطرت (توحید) پر لوٹ آئے گا۔

اللہ جل شانہ کا فرمان ہے: { فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا ؕ لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ؕ } (الروم:۳۰) پس یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں۔

س: کیا ہر بچے کی ولادت فطرت اسلام پر ہوتی ہے؟

ج: جی ہاں! ہر بچے کی ولادت (پیدائش) فطرت اسلام پر ہوتی ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''كُلّ مولودٍ يُولدُ على الفِطرَة فأبواه يُهَوِّدانه أو يُنصِّرانه أو يُمجسّانه''. (بخاری:۱۳۸۵)

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی (آتش

پرست) بنا دیتے ہیں۔

س: اولادِ آدم کی اصلیت کیا ہے؟

ج: اولادِ آدم کی اصلیت توحید ہے۔

س: عہد آدم سے صدیوں تک کون سا دین رہا؟

ج: حضرت آدمؑ کے عہد سے صدیوں تک اسلام ہی دین رہا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: { كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ } (البقرة: ٢١٣) دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔

س: صحیح عقیدہ کی عمارت میں شرک وانحراف کی دراڑ پہلی مرتبہ کس قوم میں پڑی؟

ج: صحیح عقیدہ کی عمارت میں شرک وانحراف کی دراڑ پہلی مرتبہ نوح علیہ السلام کی قوم میں پڑی (اس لیے نوح علیہ السلام پہلے رسول ہوئے)۔

س: آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان کتنی نسلیں گزری ہیں؟

ج: حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان دس نسلیں گزری ہیں۔

س: جو نسلیں حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے مابین گزریں وہ کس دین پر تھیں؟

ج: جو نسلیں حضرت نوح اور حضرت آدم علیہما السلام کے مابین گزریں سب اسلام پر تھیں۔ علامہ ابن قیمؒ رقمطراز ہیں کہ یہ قول قطعی طور پر صحیح ہے: فاختلفوا { فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ } چنانچہ لوگوں نے اختلاف کیا پس اللہ نے نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ نیز اللہ کے اس فرمان { وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا } (یونس:١٩) اور تمام لوگ ایک ہی امت تھے پھر انہوں نے اختلاف پیدا کر لیا ہے۔ مذکورہ قول سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔

س: تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟

ج: تمام انبیاء کی بعثت کا واحد مقصد لوگوں کے عقائد باطلہ کی درستگی اور دینی اختلافات کی اصلاح تھا۔

س: دین ابراہیمی کو کس نے بدلا؟

ج: عمرو بن لُحی الخزاعی نامی شخص نے ابراہیم علیہ السلام کے دین کو بدلا۔

س: پورے عرب اور حجاز میں بتوں کو لانے والا کون تھا؟

ج: پورے عرب اور حجاز میں بتوں کو لا کر بھرنے والا شخص عمرو بن لحی الخزاعی تھا لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان بتوں کی عبادت میں لگ گئے۔

س: عرب اور حجاز کے لوگ ان بتوں کو کیا کرتے تھے؟

ج: عرب اور حجاز کے لوگ ان بتوں کی عبادت کرتے تھے۔

س: شرک جیسی بری لعنت کیسے پھیلی؟

ج: شرک جیسی بری لعنت دنیا میں بتوں کی عبادت سے پھیلی۔

س: دنیا میں اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں بھیجا؟

ج: اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لیے بھیجا تا کہ عبادت کے تمام طور وطریقوں کی اصلاح ہو جائے اور لوگ صرف اور صرف معبود برحق کی عبادت کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

س: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کیا تھی؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت محض اللہ ذات واحد کی توحید اور ملت ابراہیمی کی اتباع تھی۔

س: عقیدۂ توحید کے اصلاح کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اقدام کیا؟

ج: عقیدۂ توحید کی اصلاح کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کیا یہاں تک کہ ملت ابراہیمی کا احیاء ہوا اور عقیدۂ توحید اپنی صحیح حالت میں لوٹ آیا۔

س: بنی نوع انسان میں رب کے وجود کا انکار کس نے کیا؟

ج: بنی نوع انسان میں سے رب کے وجود کا انکار بہت ہی کم لوگوں نے کیا ہے جیسے فرعون، ملحدین، دہریین اور عصر حاضر کے کمیونسٹ۔

س: مجسموں کی عبادت اور ان سے استغاثہ اور استعانت۔ نذر و نیاز وغیرہ کرنے والے اس شرکیہ اعمال کی کیا توضیح بیان کرتے ہیں؟

ج: بزرگوں کی عبادت نہیں بلکہ ان سے توسل اور ان کی محبت کا اظہار ہے {مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى} (الزمر:۳) وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں۔

س: کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی وحی کا سلسلہ جاری تھا؟

ج: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل بھی وحی کا سلسلہ جاری تھا۔ اللہ کا ارشاد ہے: {اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ} (النساء:۱۶۳) یقینا ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح اور ان کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف کی ہے۔

س: شرک و بدعت امت کے اندر کیسے رائج ہوئی؟

ج: آخری صدی میں جہالت عام ہوگئی دیگر مذاہب کے اثرات اس مذہب میں داخل ہونا شروع ہوئے اولیاء اور بزرگوں کی قبروں پر پختہ عمارتوں کی تعمیر کا آغاز ہوا، ان افراد میں خدائی صفات کا عقیدہ رکھا جانے لگا، فاسد عقائد و افکار کی دعوت دی جانے لگی تو شرک و بدعت کا بازار بڑی تیزی سے ملت اسلامیہ کے اندر گرم ہونے لگا اور دور دور تک شرک و بدعت کو فروغ حاصل ہونے لگا۔

س: اللہ تعالیٰ کے علاوہ امت مسلمہ اور کس چیز کو اپنی عقیدتوں کا مرکز بناتی ہے؟ اور اپنے دست سوال کو کس کے سامنے دراز کرتی ہے؟

ج: امت مسلمہ کا ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے بجائے بہت سے اصنام و اوثان اور مجسمے عبادت کے واسطے بنا لیے اور اللہ کو چھوڑ کر ان مجسموں کے مراکز، درگاہوں اور آستانوں میں منت و سماجت دعاء و استغاثہ اور نذر و نیاز کرنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ اللہ عز وجل کے اس فرمان سے واضح ہے: {مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى} (الزمر:۳) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں تا کہ یہ (بزرگ) اللہ سے ہمیں

قریب تر کر دیں۔

س: کیا مشرک لوگ توحید ربوبیت کے قائل ہیں؟

ج: مشرکوں میں اکثر لوگ توحید ربوبیت کے قائل ہیں۔دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: { وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ } (یوسف:۱۰۶) ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان رکھنے کے باوجود بھی مشرک ہی ہیں۔

س: کیا اللہ کی موجودگی کا کسی کو انکار ہے؟

ج: ایسے لوگ کم ہیں جنہوں نے مکمل طور سے اللہ کے وجود کا انکار کیا ہے۔مثلاً فرعون، ملحدین، دہریین اور عصر حاضر کے کمیونسٹ وغیرہ۔لیکن اندرونی طور پر تقریباً سبھی اللہ کے وجود کے قائل ہیں۔

س: کیا اللہ کی عدم موجودگی کی کوئی دلیل ہے؟

ج: اللہ کی عدم موجودگی کی کوئی دلیل نہیں بلکہ ان کی یہ ہٹ دھرمی ہے دلیل یہ آیت کریمہ ہے: { وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا } (النمل:۱۴) انہوں نے بے انصافی اور غرور میں آ کر ان باتوں کا انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے۔

ظلم

س: ظلم کا لغوی معنی کیا ہے؟

ج: حد سے تجاوز کرنا، ناانصافی کرنا۔

س: ظلم کی اصطلاحی تعریف کیا ہے؟

ج: کسی چیز کو اس کی اصل جگہ سے غیر مناسب جگہ رکھ دینا۔ ''الظلم وضع الشیء فی غیر محله'' یعنی کسی چیز کو اس کے اصل مقام ومحل سے ہٹا کر دوسری نامناسب جگہ پر رکھنا ظلم کہلاتا ہے۔

س: سب سے بڑا ظلم کیا ہے؟

ج: سب سے بڑا ظلم اللہ کی ذات کے لیے مخصوص صفات وخصائص میں مخلوق کواس کے مشابہ قرار دینا مخلوق اور خالق کو برابر قرار دینا ہے۔ چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے: { اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ } (لقمان: ۱۳) بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

س: جس نے غیر اللہ کی عبادت کی کیا اس نے ظلم کیا؟

ج: جس نے غیر اللہ کی عبادت کی اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے عبادت کواس کے اصل مقام سے ہٹا کر غیر مناسب اور غیر معقول جگہ میں استعمال کیا اور عبادت جیسے عظیم حق کو غیر مستحق کے لیے انجام دیا جو یقیناً سب سے بڑا ظلم ہے۔

فصل دوم: شرک، اس کی تعریف اور اس کے اقسام

س: شرک کی تعریف کیا ہے؟

ج: اللہ کی ربوبیت والوہیت اور اسماء وصفات میں اس کے ساتھ کسی غیر کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کے سامنے دست دعاء دراز کرنا یا غیر اللہ کے نام پر نذر ونیاز دینا یا ان سے خوف وامید، محبت وتعظیم جیسی عبادات وابستہ رکھنا وغیرہ۔

س: کن امور کی وجہ سے شرک سب سے بڑا گناہ ہے؟

ج: (۱) الٰہی صفات وخصائص میں مخلوق کو خالق کے مشابہ قرار دینا، اس لیے کہ خالق کے ساتھ کسی مخلوق کو شریک کرنے کا صاف مطلب ہے کہ مخلوق کو خالق کے برابر قرار دینا۔

س: سب سے بڑا ظلم کیا ہے؟

ج: سب سے بڑا ظلم اللہ کی ذات کے لیے مخصوص صفات وخصائص میں مخلوق کواس کے مشابہ قرار دینا مخلوق اور خالق کو برابر قرار دینا ہے۔ چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے: { اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ } (لقمان: ۱۳) بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

س: (۲) شرک کرنے کے بعد اگر کوئی توبہ نہ کرے تو کیا اس کی مغفرت ہو جائے گی؟

ج: شرک کرنے کے بعد اگر کوئی توبہ نہیں کرتا ہے تو اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ ارشادِ باری

تعالیٰ ہے: { اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ } (النساء:۴۸) یقینا اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کونہیں بخشتا اوراس کے سوا جس کو چاہے بخش دیتا ہے۔

نیز دوسری جگہ ارشاد باری ہے: { اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا } (النساء:۱۱۶) اسے اللہ تعالیٰ قطعا نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

س: (۳) کیا مشرک پر جنت حرام ہے؟

ج: اللہ نے مشرک پر جنت حرام کر دیا ہے وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے۔ { اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ } (المائدہ:۷۲) یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

س: (۴) کیا شرک انسان کے تمام گذشتہ نیک اعمال کو ختم کر دیتا ہے؟

ج: شرک انسان کے تمام گذشتہ اعمال کو ختم کر دیتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: { وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ } (الانعام:۸۹) اور اگر یہ (انبیاء حضرات) بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب ضائع ہو جاتے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: { وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ } (الزمر:۶۵) اور یقینا تجھ پر اور تجھ سے پہلے لوگوں پر وحی کی گئی کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔

س: (۵) کیا مشرک آدمی کا خون و مال حلال ہے؟

ج: مشرک آدمی کا خون و مال غرضیکہ ساری چیزیں حلال ہیں۔ارشاد ربانی ہے: { فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ } (التوبہ:۵) مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، انہیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرو اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولو لا اله الا الله فإذا قالوها عصموا منى دماء هم وأموالهم إلا بحقهاوحسابه على الله''. (بخاری ومسلم) مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیں اور جب وہ ایسا کہہ دیں تو پھر وہ مجھ سے اپنی جان اور مال بچالیں گے اِلا یہ کہ ان پر کوئی حق قائم ہو جائے۔اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

س: (٦) گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟

ج: گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''ألا أنبئكم باكبر الكبائر قلنا بلىٰ يا رسول الله ! قال :الاشرك بالله و عقوق الوالدين''. (بخاری ومسلم) کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں ہم نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

س: تخلیق کائنات اور اس کے نظم وانتظام کا مقصد کیا ہے؟

ج: تخلیق کائنات اور اس کے نظم وانتظام کا مقصد یہ ہے کہ، اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء وصفات کے ذریعہ پہچانا جائے، صرف اسی کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، لوگ آپس میں عدل وانصاف سے کام لیں۔

س: عدل کیا ہے؟

ج: عدل وہ میزان ہے جس کے ذریعہ آسمان وزمین کا قیام وجود میں آیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: { لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ

النَّاسُ بِالْقِسْطِ } (الحدید:۲۵)

س: سب سے بڑا عدل وانصاف اللہ کے ساتھ کیا ہے؟

ج: توحید کو قائم کرنا ہے۔ بلکہ توحید ہی عدل کا لب لباب ہے۔

شرک کی قسمیں

س: شرک کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: شرک کی دو قسمیں ہیں: (۱) شرک اکبر (۲) شرک اصغر

س: کیا شرک اکبر بندہ کو دائرہ اسلام سے نکال دیتا ہے؟

ج: ہاں، یقیناً شرک اکبر بندہ کو دائرہ اسلام سے نکال دیتا ہے اور اس کو ہمیشہ کے لیے جہنم رسید کر دیتا ہے یہ اس صورت میں جب وہ شرک پر ہی مرا ہو اور توبہ کی توفیق نہ ملی ہو۔

س: شرک اکبر کا مطلب کیا ہے؟

ج: شرک اکبر کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی عبادت کو غیر اللہ کے لیے ادا کرے، جیسے غیر اللہ سے دعا کرنا، اس کا تقرب حاصل کرنا، مقابر ومزارات پر قربانی کرنا، نذر ونیاز چڑھانا، جنات وشیاطین سے خوف کھانا کہ اسے تکلیف نہ پہنچا دے۔ فرمان الٰہی ہے: { وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ } (یونس:۱۸) اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکتی ہیں اور نہ ان کو نفع پہونچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔

س: کیا شرک اصغر بندہ کو دائرہ اسلام سے نکال دیتا ہے؟

ج: اس سے بندہ دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں نہ ہوتا لیکن اس کی وجہ سے عقیدہء توحید میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔

س: شرک اصغر کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: (۱) شرک جلی (۲) شرک خفی

س: شرک جلی کس کو کہتے ہیں؟

ج: شرک جلی شرکیہ افعال و الفاظ زبان سے ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ جیسے:
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ''. (ترمذی)

س: شرکیہ الفاظ کی مثالیں دو؟

ج: (أ) غیر اللہ کی قسم کھانا (ب) اگر اللہ تعالیٰ اور آپ نے چاہا (ج) اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا (د) میرے لیے تو بس اللہ اور تم ہو (ھ) اور یہ اللہ اور تمہاری برکت کے طفیل ہے۔

س: شرکیہ اعمال کیا ہیں؟

ج: شرکیہ اعمال کڑا پہننا، پریشانیوں سے دوری کے واسطے دھاگہ باندھنا، نظر بد سے بچنے کے لیے تعویذ باندھنا وغیرہ۔

س: مذکورہ شرکیہ اعمال کب شرک اصغر اور کب اکبر ہوتے ہیں؟

ج: ان اعمال کے ساتھ جب یہ عقیدہ ہو کہ ان سے مصائب و پریشانیاں دور ہوتی ہیں تو یہ شرک اصغر ہو جاتے ہیں لیکن اگر اس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ یہ چیزیں بذات خود بلا و مصیبت دور کرتی ہیں تو یہ شرک اکبر ہے۔

س: شرک خفی کس کو کہتے ہیں؟

ج: ریا کاری، شہرت آوری وغیرہ ارادوں اور نیتوں کے شرک کو کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے تقرب والے اعمال اس لیے کئے جائیں تا کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔ جیسے دکھاوا کے لیے نماز ادا کرنا، صدقات و خیرات، ذکر و اذکار اور تلاوت قرآن کرنا وغیرہ۔ اللہ کا ارشاد ہے: { فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا } (الکہف:۱۱۰) جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''ان أخوف ما أخاف عليكم الشرك الأصغر قالوا يا رسول الله وما الشرك الأصغر قال الرياء''. (احمد، الطبرانی، البغوی)

تمہارے متعلق سب سے زیادہ ڈر مجھے شرک اصغر سے ہے،لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول شرک اصغر سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ریا کاری۔

س: کیا دنیاوی لالچ میں دین کا عمل کرنا چاہیئے۔

ج: دنیاوی لالچ میں دین کا کوئی بھی کام کرنا شرک ہے۔جیسے مال ودولت کے حصول کے لیے حج کرنا، اذان دینا امامت کرانا،علوم شرعیہ حاصل کرنا، جہاد فی سبیل اللہ کرنا وغیرہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں ہے: ''تَعِسَ عبدُ الدِّينَارِ، وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ، وتَعِسَ عَبْدُ الخَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ''. (البخاری:۲۸۸۷) ہلاک ہوا دینار کا بندہ، ہلاک ہوا درہم کا بندہ، ہلاک ہوا کالی چادر کا بندہ، ہلاک ہوا مخملی چادر کا بندہ، اگر اسے دیا جاتا ہے تو خوش ہوتا ہے، اور اگر نہیں دیا جاتا ہے تو ناراض ہوجاتا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ارادوں اور نیتوں کا شرک ایسا ہے بحر زخار ہے کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں اور بہت کم ہی اس سے بچ پاتے ہیں۔اللہ سب کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے)

اخلاص

س: اخلاص کا مطلب کیا ہے؟

ج: اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ اپنے تمام اعمال وافعال، ارادہ ونیت میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو خالص کیا جائے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: { وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ } (آل عمران:۸۵) جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب گار ہوگا تو اس کا دین قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

شرک اکبر وشرک اصغر کے مابین فرق

س: شرک اکبر واصغر کے مابین فرق کیا ہے؟

ج: (۱) شرک اکبر سے ایک مسلمان، ملت سے خارج ہوجاتا ہے۔ اور شرک اصغر سے ملت سے خارج نہیں ہوتا ہے۔ (۲) شرک اکبر ایک مشرک کو ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم رسید کردیتا ہے، جب کہ شرک اصغر سے ایسا کچھ نہیں ہوتا، اگر وہ جہنم میں گیا بھی تو زیادہ دن نہیں رکھا جائے گا۔ (۳) شرک اکبر تمام اعمال کو ختم کردیتا ہے اور شرک اصغر تمام اعمال کو برباد نہیں کرتا۔ (۴) شرک اکبر مشرک کے مال ودولت کو مباح قرار دیتا ہے جب کہ شرک اصغر میں ایسا کچھ نہیں ہے

فصل سوم: کفر، اس کی تعریف اور اس کے اقسام

س: کفر کی لغوی تعریف کیا ہے؟

ج: کفر کا لغوی معنی ڈھانپنا اور چھپانا ہے۔

س: کفر کی شرعی تعریف کیا ہے؟

ج: شریعت میں کفر ایمان کی ضد ہے۔

س: کفر کس کو کہا جاتا ہے؟

ج: اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ لانے کو کفر کہا جاتا ہے۔

س: کفر کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: کفر کی دو قسمیں ہیں: (۱) کفر اکبر (۲) کفر اصغر

س: کفر اکبر سے مراد کون سا کفر ہے؟

ج: کفر اکبر سے مراد وہ کفر ہے جو مسلمان کو اسلام کے دائرہ سے نکال دیتا ہے۔

س: کفر اکبر کی کتنی قسمیں ہیں اور کیا ہیں؟

ج: کفر اکبر کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) کفرِ تکذیب (۲) کفرِ تکبر و انکار (۳) شک وشبہ کا کفر

(۴) اعراض وانحراف کا کفر (۵) کفر نفاق

س: کفرِ تکذیب کس کو کہتے ہیں؟

ج: نبیوں اور رسولوں کے پیغام کو جھٹلانے کو کفر تکذیب کہتے ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: { وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ } (العنکبوت:۶۸) اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا جب حق اس کے سامنے آجائے، وہ اسے جھٹلائے، کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا؟

س: کفرِ تکبر و انکار کس کو کہتے ہیں؟

ج: اللہ کے حکم کو بروئے کار نہ لانے کو اور اس کی ہدایات پر عمل نہ کرنے کو کفر تکبر و انکار کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے: { وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ } (البقرۃ:۳۴)

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے اسے سجدہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

س: شک وشبہ کا کفر کس کو کہتے ہیں؟

ج: شک وشبہ کو کفر ظن بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے جنت وجہنم اور قیامت کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہونا۔ (دلیل کے لیے اللہ کا یہ فرمان دیکھیں: سورۃ الکھف: ۳۵-۳۸)

س: اعراض کا کفر کیا ہے؟

ج: کفر اعراض یہ ہے کہ کافروں کو جو نصیحت کی جائے وہ ان سے منہ پھیریں۔ اس کی دلیل یہ ارشاد باری ہے: { وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ } (الاحقاف:۳) اور کافروں کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

س: کفر نفاق کس کو کہتے ہیں؟

ج: کفر نفاق وہ ہے کہ کوئی شخص بظاہر ایمان کا دعوی کرے اور اس کا دل ایمان کی روشنی سے خالی ہو۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: { ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ } (المنافقون:۳) یہ اس لیے کہ یہ پہلے تو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی، سو اب یہ سمجھتے ہی نہیں۔

س: کفر اصغر کس کو کہتے ہیں کیا وہ ملت سے نکل جاتا ہے؟

ج: کفر اصغر سے ایک مسلمان دائرہ ملت سے نہیں نکلتا، اسے عملی کفر بھی کہا جاتا ہے، جیسے: کفرِ نعمت، قرآنِ پاک میں اس کی مثال یوں بیان کی گئی ہے: { وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ } (النحل:۱۱۲) اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن و راحت کے ساتھ سکونت پذیر تھی اس کی روزی اس کے پاس ہر جگہ سے چلی آ رہی تھی پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر کیا تو اللہ نے ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے خوف و ہراس اور فاقہ کشی میں مبتلا کر دیا۔

س: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے جنگ و جدال کرنا اور سب و شتم کرنا کیسا ہے؟

ج: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے لڑنا، جنگ و جدال کرنا کفر اور گالی گلوج کرنا فسق ہے۔

س: کیا قاتل شخص ایمان کے دائرہ سے خارج ہو جاتا ہے؟

ج: { وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا } (الحجرات:۹) اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو
اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہ کے مرتکب کو مومن کہا ہے۔

کفر اکبر و کفر اصغر کے مابین فرق کا خلاصہ

س: کفر اکبر و اصغر کے مابین فرق کیا ہے؟

ج: (۱) کفر اکبر ایک مسلمان کو ملت اسلامیہ کے دائرہ سے خارج کر دیتا ہے اس کے اعمال کو ختم کر دیتا ہے جب کہ کفر اصغر ایک مسلمان کو ملت سے نہیں نکالتا ہے اور نہ ہی اس کے اعمال کو ختم کرتا ہے، ہاں اس میں نقص ضرور پیدا کر دیتا ہے۔ (۲) کفر اکبر صاحب کفر کو ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم رسید کر دیتا ہے، جب کہ شرک اصغر سے ایسا کچھ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر سکتا ہے اور اس کو سرے سے ہی جہنم سے بچا سکتا ہے۔ (۳) کفر اکبر سے صاحب کفر کا جان و مال مباح ہو جاتا ہے جب کہ کفر اصغر میں اس کی جان و مال کو مباح نہیں کرتا ہے (۴) کفر اکبر کی وجہ سے صاحب کفر اور مومنوں کے درمیان اصلی عداوت و دشمنی لازمی ہے۔ صاحب کفر اصغر سے دوستی کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس کے ایمان کی مقدار کے برابر اس سے محبت و دوستی کی جا سکتی ہے۔

فصل چہارم: نفاق، اس کی تعریف اور اقسام

س: نفاق کی تعریف کیا ہے؟

ج: لغت کے اعتبار سے لفظ نفاق مصدر ہے فعل نافق سے، کہا جاتا ہے۔ نافق نفاقا و منافقۃ یا پھر یہ لفظ النافقاء سے ماخوذ ہے جو گوہ (جانور) کی خفیہ نکاسی اور منہ کو کہتے ہیں۔ گوہ کے بارے میں مشہور ہے کہ جب اسے بل کے ایک منہ سے تلاش کیا جاتا ہے تو وہ دوسرے منہ سے نکل جاتا ہے۔

س: نفاق کی شرعی و اصطلاحی تعریف کیا ہے؟

ج: شریعت میں نفاق کہتے ہیں ظاہر میں اسلام کا دعوی کرنا اور باطن میں کفر و شرک کو چھپائے رکھنا۔

س: نفاق کو نفاق کیوں کہتے ہیں؟

ج: نفاق کو نفاق اس لیے کہتے ہیں کہ منافق ایک دروازے سے اسلام میں داخل ہوتا ہے اور

دوسرے دروازے سے نکل جاتا ہے۔

قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر نفاق اور منافق کی مذمت بیان کی گئی ہے: { اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ } (التوبۃ:٦٧) بیشک منافق ہی فاسق وبدکردار ہیں۔

نیز ارشاد باری ہے: { اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا } (النساء:١٤٥) منافق تو یقینا جہنم کے سب سے نیچے کے طبقے میں جائیں گے اور آپ ان کا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: { اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ } (النساء:١٤٢) بیشک منافق اللہ سے چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے۔

س: نفاق کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور کون کون؟

ج: نفاق کی دو قسمیں ہیں: (١) نفاق اعتقادی (٢) نفاق عملی

س: کون سا نفاق، نفاق اکبر ہے؟

ج: اعتقادی نفاق، نفاق اکبر ہے اس لیے کہ اس کا تعلق عقیدہ سے ہے۔

س: ایک منافق ظاہری طور پر کس چیز کا اظہار کرتا ہے؟

ج: ایک منافق ظاہری طور پر اسلام کا اظہار کرتا ہے لیکن اپنے اندر کفر کو چھپائے رہتا ہے۔

س: سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے کتنے طبقوں کا تذکرہ کیا ہے بیان کرو؟

ج: تین طبقوں کا تذکرہ کیا ہے: (١) مومنین (٢) کفار (٣) منافقین۔ مومنین کے سلسلے میں چار آیتیں۔ کفار کے بارے میں دو آیتیں۔ منافقین کے بارے میں تیرہ آیتیں۔

نفاق کی قسمیں

س: نفاق کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون؟

ج: نفاق کی چھ قسمیں ہیں: (١) رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلانا۔ (٢) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے بعض حصہ کو جھٹلانا۔ (٣) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھنا۔ (٤) نبی

کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے بغض رکھنا۔(۵) نبی ﷺ کے لائے ہوئے دین کے زوال سے خوش رہنا۔(٦) نبی ﷺ کے دین کے غلبہ و بالا دستی سے تکلیف و رنج وغم ہونا۔

س: عملی نفاق سے مراد کیا ہے؟

ج: عملی نفاق سے مراد ہے دل میں ایمان کے ساتھ ساتھ منافقوں کے اعمال میں سے کچھ کا ارتکاب کرنا۔

س: کیا عملی نفاق سے آدمی ملت اسلام سے نکل جاتا ہے؟

ج: جی نہیں وہ دائرہ اسلام سے نہیں نکلتا لیکن ملت کے دائرہ سے نکلنے کے راستے کو ہموار کرتا ہے۔

س: کیا ایسے آدمی (جو عملی نفاق کا مرتکب ہو) کے پاس ایمان ونفاق دونوں ہوتے ہیں؟

ج: عملی نفاق کا ارتکاب کرنے والے شخص کے پاس ایمان ونفاق دونوں پایا جاتا ہے۔

س: جس کے پاس نفاق اور ایمان دونوں ہوں تو اگر دونوں کے مابین میزان مقرر کیا جائے اور نفاق زیادہ ہو تو اس کو کیا کہیں گے؟

ج: خالص منافق کہیں گے۔ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. (صحیح مسلم) چار خصلتوں میں سے کوئی ایک ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ جب اسے امانت سونپی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو اسے توڑ ڈالے اور جب جھگڑے تو بدزبانی کرے۔

س: کیا نفاق عملی باجماعت نمازوں میں سستی اور غفلت کو بھی شامل ہے؟

ج: جی ہاں، نفاق عملی میں فرض نمازوں کے اندر سستی کرنے کو بھی شامل ہے۔

نفاق اکبر ونفاق اصغر کے درمیان فرق

س: نفاق اکبر ونفاق اصغر کے درمیان فرق کیا ہے؟

ج: (۱) نفاق اکبر ایک مسلمان کو دائرہ ملت سے باہر کر دیتا ہے، جب کہ نفاق اصغر ایک مسلمان کو دائرہ ملت سے باہر نہیں کرتا ہے۔ (۲) نفاق اکبر میں اعتقاد وعقیدہ کے اندر ظاہر و باطن میں اختلاف ہوتا ہے اور نفاق اصغر میں عقیدہ واعتقاد کے بجائے اعمال کے اندر ظاہر و باطن میں اختلاف ہوتا ہے۔ (۳) نفاق اکبر ایک مومن سے صادر نہیں ہوسکتا، لیکن نفاق اصغر بندہ مومن سے صادر ہوسکتا ہے (۴) نفاق اکبر عموما توبہ نہیں کر پاتا ہے نفاق اصغر کو عموما توبہ کی توفیق مل جاتی ہے۔

(۱) جاہلیت

س: جاہلیت کس کو کہتے ہیں؟

ج: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور دین شریعت سے ناواقفیت، رنگ ونسل اور نسب وخون پر بے جا فخر وتکبر کو جاہلیت کہتے ہیں اسی طرح نبی ﷺ کی بعثت سے قبل عرب کے لوگ جس حالت میں تھے عرفِ عام میں اس حالت کو بھی جاہلیت یا دورِ جاہلیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

س: جاہلیت کس چیز سے ماخوذ ہے؟

ج: جاہلیت جہل سے ماخوذ ہے جو علم کی ضد یا اتباع علم کی ضد ہے۔

س: جاہلیت کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: (۱) جاہلیت عامہ (۲) جاہلیت خاصہ

س: جاہلیت عامہ وخاصہ کی تعریف کیا ہے؟

ج: (۱) جاہلیت عامہ سے مراد بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماقبل کے زمانہ میں موجود

عادات واطوار اور باطل رسوم ونظریات ہیں جن پر دنیا کے لوگ بالخصوص عرب کے لوگ قائم تھے جو بعثت نبوی کے ذریعہ اب ختم ہو چکی ہے۔

(۲) جاہلیت خاصہ: اس سے مراد وہ جاہلیت ہے جو پہلے کی طرح اب بھی بعض ملکوں، شہروں اور بعض افراد واشخاص کے اندر موجود ہے۔ جو دین وشریعت کی قدروں سے دوری کا نتیجہ ہے۔

س: جہلِ بسیط اور جہلِ مرکب کسے کہتے ہیں؟

ج: اگر کسی کو حق کا علم نہیں ہے تو وہ ''جہلِ بسیط'' ہے اور اگر اس کا اعتقاد حق کے خلاف ہے تو وہ ''جہل مرکب'' ہے۔ اگر کوئی حق کا علم رکھتے ہوئے حق کے خلاف بات کرتا ہے یا حق کے علم کے بغیر حق کے برخلاف بات کرتا ہے تو وہ بھی جاہل ہے۔

(۲) فسق

س: فسق کے لغوی معنی کیا ہے؟

ج: فسق کا لغوی معنی نکل جانا۔

س: شرعی اصطلاح میں فسق کی تعریف کیا ہے؟

ج: شرعی اصطلاح میں فسق سے مراد ہے اطاعت الٰہی سے نکلنا، اس میں کلی طور پر نکلنا بھی شامل ہے۔

س: اگر کسی مومن سے کبیرہ گناہ ہو جائے تو اس کو کیا کہیں گے؟

ج: اگر کسی مومن سے کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو اسے فاسق کہہ سکتے ہیں۔

س: فسق کی کتنی قسمیں؟ اور کون کون؟

ج: فسق کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایک فسق وہ ہے جس سے آدمی دائرہ ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسے کفر بھی کہتے ہیں لہٰذا کافر کو بھی فاسق کہہ دیا جاتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: { وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ

رَبِّهٖ } (الکھف:۵۰) جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم علیہ السلام کا سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔

س: کیا گنہگار آدمی کو بھی فاسق کہا جا سکتا ہے؟

ج: (۲) گنہگار آدمی کو فاسق کہا جا سکتا ہے لیکن اس کا فسق اس کو اسلام سے خارج نہیں کرتا۔ دلیل اللہ کا ارشاد ہے: { وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ } (النور:۴) جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں اَسّی (80) کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہ فاسق لوگ ہیں۔

دوسری دلیل: { فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ } (البقرۃ:۱۹۷) تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کرے تو حج کے دنوں میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے، نہ کوئی برا کام کرے نہ کسی سے جھگڑے۔

(۳) ضلالت

س: ضلالت کس کو کہتے ہیں؟

ج: صراط مستقیم، سیدھی راہ سے ہٹ جانے کو ضلالت کہتے ہیں، یہ ہدایت کی ضد ہے۔ قرآن میں ہے: { فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا } (یونس:۱۱۵) جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے لیے اختیار کرتا ہے، اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر بھی اسی کو ہوگا۔

س: ضلالت یعنی گمراہی کا اطلاق کن کن معانی پر ہوتا ہے؟

ج: (۱) اس کا اطلاق کفر پر ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: { وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا } (النساء:۱۳۶) اور جو شخص اللہ

اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور روز قیامت سے انکار کرے وہ راستے سے بھٹک کر دور جا پڑا۔

(۲) اس کا اطلاق شرک پر ہوتا ہے { وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا } (النساء:۱۱۶) اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک بنایا وہ راستہ سے دور جا پڑا۔

(۳) کبھی اس کا اطلاق مخالفت پر بھی ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے: ''فرق ضالة'' مخالف فرقے۔

(۴) کبھی اس کا اطلاق غلطی پر بھی ہوتا ہے { قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ } (الشعراء:۲۰) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ وہ حرکت مجھ سے ناگہاں سرزد ہوئی تھی اور میں خطا کاروں میں سے تھا۔

(۵) کبھی نسیان وبھول اور غلطی پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے { اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى } (البقرة:۲۸۲) ایک بھول جائے گی تو دوسری اسے یاد دلا دے گی۔

(۶) کبھی اس کا اطلاق غائب اور گم ہونے پر ہوتا ہے، اہل عرب کہتے ہیں: ''ضالة الابل'' گمشدہ اونٹ۔

ارتداد اور اس کے اقسام واحکام

س: ارتداد کس کو کہتے ہیں؟

ج: کسی معاملہ میں واپس پلٹ جانے کو ارتداد کہتے ہیں۔ { وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ } (المائدہ:۱۲)

س: فقہی اصطلاح میں ارتداد کے کیا معنی ہیں؟

ج: فقہی اصطلاح میں اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفر کی راہ اختیار کر لینے کو ارتداد کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: { وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ

فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ } (البقرہ:۲۱۷) اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں اور اسی کفر کی حالت میں مریں، ان کے اعمال دنیوی اور اخروی سب غارت ہو جائیں گے، یہ لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیش جہنم میں ہی رہیں گے۔

ارتداد کے اقسام (نواقض اسلام)

س: نواقض اسلام کس کو کہتے ہیں؟

ج: ایسے اقوال، اعمال، اعتقاد اور شکوک وشبہات کا ارتکاب کرنا جس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

س: نواقض کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: نواقض کی چار قسمیں ہیں:

(۱) قولی ارتداد (۲) عملی ارتداد

(۳) اعتقادی ارتداد (۴) ارتداد بوجہ شک

س: قولی ارتداد کس کو کہتے ہیں؟

ج: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اللہ کے فرشتوں یا گزشتہ انبیاء میں کسی کو سب وشتم کرنا، علم غیب کا دعویٰ کرنا، نبوت کا دعویٰ کرنا یا مدعی نبوت کی تصدیق کرنا یا اسی طرح غیر اللہ سے دعاء کرنا اس سے مدد چاہنا وغیرہ کو قولی ارتداد کہتے ہیں۔

س: عملی ارتداد کی مثال کیا ہے؟

ج: اصنام واوثان (بتوں اور مورتیوں) یا مزارات ومقابر کو سجدہ کرنا عملی ارتداد کی ایک شکل ہے نیز شجر وحجر، بھوت وپریت اور جنات کے لیے قربانی دینا، گندی جگہوں پر قرآن عظیم کا رکھنا، جادو کرنا، سیکھنا، سکھانا بایں طور قوانین الٰہیہ کو چھوڑ کر دوسرے قانون سے مسئلہ کو حل کرنا بھی عملی ارتداد کی مثال ہے۔

س: اعتقادی ارتداد کس کو کہتے ہیں؟

ج: اللہ کے ساتھ اس کی عبادات میں کسی غیر کو بھی شریک کرنا۔ نیز اس کا یہ بھی اعتقاد بن چکا ہو کہ زنا، شراب اور سود وغیرہ جائز ہے۔ نماز واجب نہیں۔

س: ارتداد بوجہ شک کیا ہے؟

ج: ارتداد بوجہ شک کسی ایسی چیز کے ذریعہ ارتداد کرنا جس کے کرنے پر شرک کا ہونا بالالتزام ضروری ہو جیسے شرک کی حرمت میں شک کرنا۔ شراب کی حرمت میں شک کرنا۔ روٹی کی حلت میں شک کرنا۔

س: صاحب ارتداد بوجہ شک کیا انبیاء میں سے کسی نبی یا رسول کی رسالت پر بھی شک کرتا ہے؟

ج: صاحب ارتداد اپنے شک اور گمان کی وجہ سے انبیاء کی رسالت پر بھی شک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ارتداد ثابت ہو جانے کے بعد اس پر مرتب ہونے والے احکام

س: کیا مرتد کو توبہ کی دعوت دی جائے گی؟

ج: مرتد کو توبہ کی دعوت دی جائے گی۔

س: اس کی توبہ کتنے دنوں کے اندر قابل قبول سمجھی جائے گی؟

ج: مرتد اگر توبہ تین دن کے اندر کر لے، اسلام کو گلے سے لگالے تو اس کی توبہ قابل قبول سمجھی جائے گی۔

س: اگر توبہ کرنے سے انکار کر دے تو اس کے لیے کیا سزا تجویز کی جائے گی؟

ج: اگر وہ توبہ کرنے سے انکار کرے تو اس کی سزا قتل ہے کیونکہ اسلام نے مرتد کی سزا قتل تجویز کی ہے اور یہ واجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: **من بدّل دینه فاقتلوه.** (بخاری وابوداود) جو شخص اپنے دین کو بدل دے اس کو قتل کر دو۔

س: کیا توبہ کی طرف دعوت کے دوران اس کو اپنے مال پر تصرف کا حق ہے؟

ج: مرتد کو توبہ کی طرف دعوت دینے کے دوران اس کو اپنے مال پر تصرف کا حق نہیں دیا جائے گا۔

س: اگر وہ دوبارہ اسلام کے اندر داخل ہو جائے تو کیا مال میں اس کو تصرف کا حق حاصل ہوگا؟

ج: اگر دوبارہ اسلام قبول کر لے تو فوراً اس کو اپنے مال پر تصرف کا حق لوٹ آئے گا۔

س: مرتد کے مرنے کے بعد یا بحالت حیات اس کے مال کو اس کے وارثین کی طرف لوٹا دیا جائے گا؟

ج: مرتد کی وراثت ختم ہو جائے گی۔ نہ اس کے اقارب اسکے وارث ہونگے اور نہ ہی وہ کسی کا وارث ہوگا۔

س: ارتداد کی حالت میں مرنے یا قتل ہونے کی صورت میں کیا اس کو غسل دیا جائیگا؟

ج: بحالت ارتداد مرنے یا قتل ہونے کی صورت میں اس کو غسل نہیں دیا جائیگا۔

س: مرتد پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟

ج: مرتد پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

س: مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جائے گا یا نہیں؟

ج: مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا نہیں جائے گا۔

س: اس کی (مرتد) آخری رسومات کس طرح ادا کی جائے گی؟

ج: مرتد کی آخری رسومات کافروں جیسی ادا کی جائے گی۔

س: اس کو کس قبرستان میں رکھا جائے گا کافر یا مسلم؟

ج: مرتد کو مسلم قبرستان کے علاوہ کسی دوسری جگہ مٹی کے نیچے ڈھانپ دیا جائے گا۔

دوسرا باب

توحید کے منافی اقوال واعمال

فصل اول: ہتھیلی و پیالی وغیرہ پڑھ کر اور ستاروں کو دیکھ کر علم غیب کا دعویٰ کرنا

س: غیب کا مفہوم کیا ہے؟

ج: ماضی و مستقبل کی جو چیزیں لوگوں سے غائب و پوشیدہ ہوں یا آنکھوں سے اوجھل ہوں تو ان کو غیب کہا جاتا ہے۔

س: علم غیب کا تعلق کس ذات سے ہے؟

ج: علم غیب کا تعلق صرف اللہ کی ذات سے ہے اور کسی سے نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: {قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ} (النمل:٦٥) کہہ دو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے۔

س: کیا اللہ تعالیٰ اپنے اس غیبی علم میں سے کچھ علم اپنے انبیاء اور رسولوں کو بھی عطا کرتا ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ اپنے غیبی علم سے انبیاء اور رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو حکمت و مصلحت کی بنا پر عطا کرتا ہے۔ {عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰي غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ} (الجن:٢٦-٢٧) وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند کرے۔

س: نبی کس کے ذریعے نبوت کی دلیل پیش کرتا ہے؟

ج: نبی معجزات کے ذریعہ اپنی نبوت کی دلیل پیش کرتا ہے۔

س: علم غیب کا مدعی کیا ہے؟

ج: علم غیب کا مدعی جھوٹا کافر ہے۔ چاہے اس کی نوعیت جو بھی ہو۔

س: کیا ہر کاہن کے پاس شیطانوں میں سے کوئی مؤکل ہوتا ہے؟

ج: ہر کاہن کے پاس شیطانوں میں سے ایک مؤکل ضرور ہوتا ہے۔

س: اس مؤکل کا کام کیا ہوتا ہے؟

ج: اس مؤکل کا کام آسمان سے بہت سی پوشیدہ خبروں کو چرا کر پہنچانا ہوتا ہے۔

س: غیب سے متعلق اس طرح کی خبر دینا کیسے ممکن ہے؟

ج: غیب سے متعلق اس طرح کی خبر علم نجوم کے ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ اس میں افلاک میں پھیلے ستاروں کو دیکھ کر زمین کے حوادث پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ہوا چلنے اور بارش کے اوقات، طوفان بادوباراں کی ہلاکت خیزیاں، سمندروں میں جوار بھاٹا کی آمد، قیمتوں میں اتار چڑھاؤ وغیرہ۔

س: جو علم غیب کا دعویٰ کرے یا دعویٰ کرنے والے کی تصدیق کرے شریعت میں اس کو کیا کہیں گے؟

ج: جو علم غیب کا دعویٰ کرے یا دعوی کرنے والے کی تصدیق کرے اس کو سراسر مشرک اور کافر کہیں گے۔

س: ستارے جس کو دیکھ کر نجومی دنیا کے حالات کے بارے پیشین گوئی کرتے ہیں وہ کیا ہیں؟

ج: وہ ستارے جس کو دیکھ کر نجومی باتوں کو بتلاتا ہے وہ اللہ کے مطیع وفرمانبردار مخلوق ہیں۔

س: کیا وہ کسی نیک شگون اور فال بد یا کسی کی موت وحیات پر بھی اشارہ کرتے ہیں؟

ج: وہ کسی چیز پر دلالت نہیں کرتے ہیں وہ صرف الٰہی نظام کے پابند ہوتے ہیں۔

فصل دوم: جادو، کہانت اور علم نجوم کا پیشہ

س: جادو، کہانت، اور نجومیت کا پیشہ کس کا ایجاد کردہ ہے؟

ج: جادو، کہانت، اور نجومیت کا پیشہ غرضیکہ یہ سارے اعمال و امور شیطان کے ایجاد کردہ ہیں، اس لیے کہ یہ چیزیں بغیر شرکیہ اعمال کے حاصل نہیں ہوتیں۔

س: سحر کو سحر کیوں کہتے ہیں؟

ج: سحر کو سحر اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ سفلی اعمال سے وجود میں آتے ہیں۔ جسے ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔

س: کیا سحر کا جسم پر خاص اثر مرتب ہوتا ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ کی تقدیری و کائناتی اجازت سے سحر سے جسم پر خاص اثر مرتب ہوتا ہے۔ جیسے بیمار ہونا، یا کسی شخص کا مرجانا وغیرہ۔

س: کیا جادو (سحر) ہلاکت سے بچنے والی چیزوں میں سے ہے؟

ج: جادو بھی ہلاکت سے بچنے والی چیزوں میں سے ایک ہے۔ ''عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ قال: ''اجتنبوا السبع الموبقات'' قالو: يا رسول الله: وما هن؟ قال الشرك بالله، والسحر، و قتل النفس التى حرم الله الا بالحق، واكل الربا، وأكل مال اليتيم، والتولى يوم الزحف، وقذف المحصنات الغافلات المومنات''. (بخاری ومسلم) سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے دوری اختیار کرو صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کون سی چیزیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، ناحق کسی جان کو قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد میں پیٹھ دکھانا اور مومنہ پاکدامن عورتوں پر الزام اور تہمت لگانا۔

س: سحر (جادو) کتنے اعتبار سے شرک کے اندر داخل ہوتا ہے؟

ج: سحر (جادو) دو اعتبار سے شرک کے اندر داخل ہوتا ہے۔

(۱)اس میں شیاطین کی خدمت حاصل کی جاتی ہے۔ نیز شیاطین کی خدمت میں ان کی محبوب و مرغوب چیزیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ وہ جادوگر کی خدمت میں لگا رہے۔
{ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ } (البقرۃ:۱۰۲)
(سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا) بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔

(۲)سحر کے شرک ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں علم غیب کا دعویٰ کیا جاتا ہے، اور اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کار ہونے کا بھی دعویٰ ہوتا ہے جو سراسر کفر و ضلالت ہے۔
{ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ } (البقرۃ:۱۰۲)اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ جو شخص ایسی چیزوں کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔

س: کاہن کسے کہتے ہیں؟

ج: کاہن وہ ہے جو مستقبل میں ہونے والے امور کے متعلق خبر دے۔

س: عراف کسے کہتے ہیں؟

ج: عراف وہ ہے جو چند تمہیدی باتوں اور گردوپیش کے حالات جان کر معاملات کے علم کا دعوی کرے اور ان کی روشنی میں مسروقہ و گمشدہ اشیاء کی نشاندہی کرے۔

علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ عراف ایک جامع لفظ ہے جس کا اطلاق کاہن نجومی، رمال اور اس قسم کے تمام لوگوں پر ہوتا ہے جو اس طریقوں سے بعض امور و واقعات کی اطلاع دیتے ہیں۔

س: کاہن اور نجومی کن چیزوں سے واقفیت کا دعوی کرتے ہیں؟

ج: آئندہ زمین میں کیا ہونے والا ہے اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ گمشدہ چیز کہاں ہے۔ { هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ } (الشعراء:۲۲۱-۲۲۳) کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں وہ ایک جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں۔ (اچٹتی) ہوئی سنی سنائی (بات)

پہنچا دیتے ہیں اوران میں سے اکثر جھوٹے ہیں۔

س: کہانت میں کون سا شرک پایا جاتا ہے؟

ج: کہانت میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں شرک پایا جاتا ہے اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے علم میں مشارکت وشرکت کا دعوی کیا جاتا ہے۔ اوراس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں بھی شرک ہے اس لیے کہ اس میں عبادت کے ذریعہ غیر اللہ کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔

س: کیا جادو شیاطین کی تعلیمات میں سے ہیں؟

ج: جادو شیاطین کی تعلیمات میں سے ہیں۔

س: کیا جادوگروں کو صحابہ کرام نے قتل کیا ہے؟

ج: اکابر صحابہؓ کی ایک جماعت نے جادوگروں کو قتل کیا ہے۔

وعن جندب مرفوعًا: ''حد الساحر ضربة بالسيف''. (رواہ الترمذی)

جندب رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے جادوگر کی حد تلوار سے مارنا ہے۔

''كتب عمر بن الخطاب: ان اقتلوا كل ساحر و ساحرة'' قال فقتلنا ثلاث سواحر'' (صحیح بخاری) عمر بن الخطاب نے لکھا: ہر جادوگر اور جادوگرنی کا قتل کردو، انہوں نے کہا کہ ہم نے تین جادوگروں کو قتل کردیا۔

عن حفصة رضى الله عنهما:'' انها امرت بقتل جارية لها سحرتها فقتلت''. (العقیدۃ الاسلامیۃ والآداب، ص ۴۳) حفصہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک لونڈی کو قتل کرنے کا حکم دیا جس نے اس پر سحر کردیا تھا، اوراسے قتل کردیا گیا۔

س: شیطان کے بتائے ہوئے باتوں میں کاہن کتنی جھوٹ ملاتا ہے؟

ج: کاہن شیطان کے بتائے ہوئے باتوں میں سو جھوٹ ملاتا ہے۔

س: کیا اللہ تعالیٰ علم غیب میں منفرد ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ علم غیب میں منفرد ہے۔

س: کیا عرافوں اور کاہنوں کو صادق کہنے والا اور اس کی تصدیق کرنے والا مشرک ہے؟
ج: عرافوں اور کاہنوں نجومیوں کا تصدیق کرنے والا مشرک ہے۔ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ ''من اتی کاهنًا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد ﷺ. (رواہ ابوداود)
س: عراف کے پاس پہونچ کر کسی چیز کے متعلق پوچھ کر تصدیق کرنا کیسا ہے؟
ج: عراف سے کوئی بھی چیز پوچھ کر اس کی تصدیق کرنا اللہ اور اس کے رسول، نیز قرآن کا انکار کرنا ہے۔
س: عراف کی تصدیق کرنے والے کی نماز کتنے دنوں تک قبول نہیں ہوتی ہے؟
ج: عراف کی تصدیق کرنے والے کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی۔ روی مسلم فی صحیحه عن بعض أزواج النبی ﷺ عن النبی ﷺ قال: ''من أتی عرافا فسأله عن شیء فصدقه لم تقبل له صلاة أربعین یوما''.

فصل سوم

مقابر و مزارات پر نذر و نیاز قربانی اور ہدیے پیش کرنا اور ان کی تعظیم

س: شرک کا پہلا دروازہ کیا ہے؟
ج: شرک کے دروازے مقابر و مزارات ہیں۔
س: شرک تک لے جانے والے راستے اور شرکیہ اعمال کون کون ہیں؟
ج: (ا) اولیاء و صالحین کی عقیدت میں غلو نہ کرنا کیونکہ ان کی عقیدت میں غلو کرتے کرتے ان کی عبادت ہونے لگتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''ایا کم والغلو فانما اهلك من كان قبلكم الغلو''. (احمد، الترمذی، ابن ماجہ) غلو سے بچو اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے وہ دین میں غلو کرنے ہی کی وجہ سے ہلاک و برباد ہوئے۔
دوسری جگہ فرمایا: ''لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم. فانما انا عبد،

فقولوا: عبدالله و رسوله''. (بخاری) میری تعریف میں غلو ومبالغہ نہ کرو جیسے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے لیے کیا،تم مجھے میرے حد مقام سے آگے نہ بڑھاؤ جس طرح نصاری نے (عیسیٰ) ابن مریم کے لیے کیا، میں فقط ایک بندہ ہوں پس تم (مجھے) اللہ کا بندہ اوراس کا رسول کہو۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے اوراس پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے، دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان: ابوالهیاج اسدی سے روایت ہے،آپ کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا:''الا ابعثک علی مابعثنی علیه رسول الله ﷺ ان لا تدع تمثالا الا طمسته، ولا قبرًا مشرفاالا سویته''. (رواہ مسلم) کیا میں تمہیں اس مہم کے لیے نہ بھیجوں جس مہم کو سر کرنے کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا، وہ یہ کہ جہاں کہیں کوئی مجسمہ نظر آئے اسے توڑ ڈالو اور جہاں بھی اونچی قبر دیکھو اس کو برابر کردو۔

جابر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: نهی رسول الله ﷺ أن یجصص القبر وأن یقعد علیه وأن یبنی علیه بناء. (رواہ مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے اوراس پر بیٹھنے یا اس پر چھت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے

(۳) قبروں کے پاس نماز پڑھنے سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے، دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:لعنة الله علی الیهود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائهم مساجد (بخاری) یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

عن جندب بن عبد الله البجلی رضی الله عنه عن النبی ﷺ أنه قال: ألا وإن من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور أنبيائهم وصالحيهم مساجد ألا فلا تتخذوا القبور مساجد إني أنهاكم عن ذلك. (صحیح مسلم) اچھی طرح سن لو کہ تم سے پہلی کی قومیں اپنے انبیاء وصالحین کی قبروں کو مسجد بنالیتی تھیں۔

خبردار قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں اس چیز سے روک رہا ہوں۔

س: کیا پہلے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا گیا ہے؟

ج: جی ہاں: پہلے قومیں اپنے انبیاء کی قبروں کی مسجد بنا لیتی تھیں۔

س: قبروں کو مسجد بنانے کا مطلب کیا ہے؟

ج: قبروں پہ مسجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ قبروں پر نماز پڑھنا، لہٰذا وہ جگہ جسے نماز کے لیے مخصوص کی جائے گی وہ مسجد ہو جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **جعلت لی الارض مسجدا وطھورا** (بخاری) پوری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاکیزہ بنادی گئی ہے۔

س: کیا بغرض زیارت مسلمان قبرستان جا سکتا ہے؟۔

ج: اگر زیارت کا مقصد آخرت کی یاددہانی کے لئے، نیکی کا معاملہ کرنے کے لئے، یا استغفار اور عافیت کی دعا کرنا یا اس کے لیے اللہ سے رحمت کی درخواست کرنا ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے۔

س: مقابر اور مزارات پر نذر و نیاز کرنا یا قربانی کرنا کیسا ہے؟

ج: مقابر اور مزارات پر نذر و نیاز کرنا قربانی کرنا شرک اکبر ہے۔ **اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد** (مالک، احمد) اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پرستش کی جائے۔

فصل چہارم: مجسّمے اور یادگار نشانیوں کی تعظیم کا حکم

س: تماثیل کیا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟

ج: تماثیل، تمثال کی جمع ہے جس کے معنی مجسمہ کے ہیں، اس سے مراد انسانی یا حیوانی یا دیگر (ذی روح) جاندار کی شکل کا مجسمہ ہے۔

س: نصب کیا ہے؟

ج: نصب یہ نصبۃ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں نشانی، جھنڈا اور پتھر کے ہیں۔

س: مشرکین عرب اس نصبۃ (نشانی) کے سامنے کیا کرتے تھے؟

ج: مشرکین عرب اس نصبۃ کے سامنے قربانی کیا کرتے تھے۔

س: یادگار نشانیوں سے مراد کیا ہے؟

ج: یادگار نشانیوں سے مراد وہ انسانی مجسّمے ہیں جو مختلف میدانوں اور سڑکوں کے کنارے کسی لیڈر و عظیم شخص کی یادگار میں نصب کئے جاتے ہیں۔

س: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاندار کی تصویر بنانے سے منع فرمایا ہے؟

ج: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر معزز شخصیات یا انسانوں کی تصویر بنانے سے منع کیا ہے جیسے علماء کرام، شاہان عظام، زاہدان باصفا، رؤسائے مملکت و زعمائے دعوت و اصلاح وغیرہم چاہے یہ تصویر کیسی بھی ہو۔

س: کیا تصویر کشی بالکل حرام ہے؟

ج: جی ہاں: تصویر کشی سراسر حرام ہے۔

س: پہلا شرک اس سرزمین پہ کیسے ہوا؟

ج: پہلا شرک جو اس سرزمین میں واقع ہوا وہ تصویر اور مجسمہ نصب کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: { وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا } (نوح:۲۳) اور انہوں نے کہا ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور (دیکھو) ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو بھی مت چھوڑنا۔

س: مجسّمے کیوں بنائے جاتے تھے؟

ج: تاکہ ان کی یادگار باقی رہے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت قائم رہے۔

س: عقیدہ میں فساد کے اور کیا اسباب ہیں؟

ج: عقیدہ میں فساد کی بنیاد پارک یا عام شاہراہ یا میدان میں مجسموں کو نصب کرنا ہے۔

س: ہماری طاقت وقوت کا سرچشمہ کیا ہے؟

ج: ہماری قوت کا سرچشمہ عقیدہ اور ایمان ہے۔

س: مجسّموں کونصب کرنے کا انجام کیا ہوا؟

ج: لوگ شرک میں مبتلا ہو گئے، اللہ تعالیٰ کی، انبیاء ورسولوں کی نافرمانی کی، اللہ اورمخلوق کے نزدیک معتوب ومغضوب ہوئے۔

فصل پنجم: دین اسلام کے ساتھ مذاق اوراس کے مقدسات کی توہین کا حکم

س: دین اسلام کے ساتھ مذاق واستہزا کرنے والا شخص کیا مرتد ہوجاتا ہے؟

ج: اس میں کوئی شک نہیں کہ جومسلمان دین کے ساتھ مذاق اوراستہزاء کرے وہ مرتد ہوجاتا ہے اور وہ دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔اللہ کا ارشاد ہے: { قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٦٥ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ } (التوبہ:٦٥-٦٦) آپ کہہ دیجئے کیا تم اللہ اوراس کی آیتوں اوراس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو؟ بہانے مت بناؤ،تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوچکے ہو۔

س: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورصحابہؓ کے بارے میں منافقوں کا کیا کردار تھا؟

ج: منافقوں کا کردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورصحابہؓ کے ساتھ مذاق کرنے کا تھا۔جس کے پس منظر میں مذکورہ بالا آیت کریمہ نازل ہوئی: { وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا } (الفرقان:٤١) اورتمہیں جب کبھی دیکھتے ہیں توتم سے مسخراپن کرنے لگتے ہیں کہ کیا یہی وہ شخص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

س: کیا دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہیں جوغیر اللہ کوشریک بناتے ہیں اوران سے اللہ کی سی محبت کرتے ہیں؟

ج: جی ہاں: بہت سارے لوگ اس زمرے میں داخل ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: { وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ } (البقرۃ:١٦٥) بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کوٹھہرا کران سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے۔

مذاق اور استہزاء کی قسمیں

س: مذاق اور استہزاء کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: مذاق واستہزاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) مذاق صریح (۲) غیر صریح مذاق

س: مذاق صریح کس کو کہتے ہیں؟

ج: مذاق صریح کھلا مذاق کو کہتے ہیں، جیسے ہم نے اپنے ان علماء کی طرح خوش خوراک، جھوٹے اور جنگ کے وقت بزدل نہیں دیکھا۔ یہ تمہارا پانچواں دین ہے۔ تمہارا دین جھوٹا دین ہے۔ لو تمہارے دینی بھائی آ گئے۔

س: غیر صریح مذاق کس کو کہتے ہیں؟

ج: کنایہ اور اشارہ یا مذاق جیسے، آنکھ کا مشاہدہ، زبان کا نکالنا، ہونٹ کا پھیلانا، تلاوت قرآن مجید یا سنت نبوی پڑھنے کے وقت ہاتھ کا دبانا، اسلام بیسویں صدی کے لیے موزوں نہیں۔ یہ تو قرون وسطیٰ کے لیے صحیح تھا۔ اسلام رجعت پسندی کی علامت ہے وغیرہ۔

فصل ششم: اللہ کی شریعت کے علاوہ دوسرے قوانین کے مطابق فیصلہ کرنا

س: اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی عبادت کا تقاضا کیا ہے؟

ج: اللہ پر ایمان اور اس کی عبادت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں، اس کی نازل کردہ شریعت سے خوش وراضی ہو جائیں۔ اور اقوال وافعال، اصول وفروع، لڑائی جھگڑے، اموال وانفس کے معاملات اور دیگر تمام حقوق میں اختلاف کے وقت ہم صرف کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کریں۔

س: جب ہمیں کسی چیز میں اختلاف نظر آئے تو کیا کریں؟

ج: جب ہمیں کسی بھی معاملے میں اختلاف نظر آئے تو کتاب وسنت کا رخ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: { اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ

النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ﴾ (النساء:۵۸) اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہونچاؤ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾ (النساء:۵۹) اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔

س: جو لوگ خودساختہ قوانین سے راضی ہو کر فیصلہ صادر کرواتے ہیں ان کو اللہ نے کس چیز سے متصف کیا ہے؟

ج: جو لوگ خودساختہ قوانین سے راضی ہو کر فیصلہ صادر کرواتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے ایمان کی نفی کی اور ان کے حکمرانوں کو کفر، ظلم اور فسق سے متصف کیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (المائدہ:۴۴) جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ذریعہ فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ کافر ہیں۔

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (المائدہ:۴۵)

جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ذریعہ فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾ (المائدہ:۴۷)

جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ذریعہ فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ فاسق نافرمان ہیں۔

س: کیا تمام معاملات میں کتاب وسنت سے فیصلہ کرنا ضروری ہے؟

ج: جی ہاں! تمام معاملات میں کتاب وسنت سے فیصلہ کرنا فرض اور ضروری ہے۔

س: طاغوت کو جھٹلانا اور انکار کرنا کیا ہے؟

ج: طاغوت کا جھٹلانا اور انکار کرنا توحید کا اہم رکن ہے۔ آیت کریمہ ہے: { فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى } (البقرة:٢٥٦) پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا۔

س: بندۂ مؤمن کے اندر اگر یہ رکن ''توحید'' نہ ہو تو پھر کیا ہوگا؟

ج: بندۂ مؤمن کے اندر اگر توحید کی یہ اہم صفت نہ ہو تو وہ موحد نہیں ہے۔

س: طاغوت کے پاس فیصلہ لے جانا کیسا ہے؟

ج: طاغوت کے پاس فیصلہ لے جانا، یا اس کے حکم کو ماننا دراصل طاغوت پر ایمان لانا ہوا اور شریعت کے تمام قوانین کو چھوڑ کر دوسرے وضعی قوانین پر عمل کرنا ہوا۔

وضعی (خودساختہ) قوانین کے مطابق فیصلہ دینے والے کا حکم

س: کفار اور منافقین کی خوشنودی کے لیے ان کے وضعی قوانین کو تسلیم کرنا کیسا ہے؟

ج: یہ کفر اکبر ہے۔

س: اگر کوئی شخص انسان کے بنائے ہوئے قوانین کو قوانین سمجھتا ہو پھر بھی عذاب الٰہی سے ڈرتا ہو تو ایسے شخص کو کیا کہیں گے؟

ج: ایسے شخص کو کافر کہیں گے کیونکہ اس نے کفر اصغر کا ارتکاب کیا ہے۔

س: اگر کوئی شریعت سے ناواقف ہے اور اسے معلوم کرنے کی امکان بھر کوشش بھی کرتا ہے پھر بھی غلط فیصلہ کر جاتا ہے تو ایسے آدمی کو کیا کہیں گے؟

ج: تو ایسے شخص کو خاطی یا خطا کار کہیں گے۔ کیونکہ اس کی نیت درست تھی، اس کی محنت و کوشش اور اجتہاد کا حسن نیت کی وجہ سے ایک اجر ملے گا۔ اور اس کی غلطی کو معاف کر دیا جائے گا۔

س: جس شخص کا اعتقاد یہ بن چکا ہو کہ شریعت کے مطابق فیصلہ واجب نہیں اس کو کیا کہیں گے؟
ج: جس شخص کا اس طرح کا اعتقاد بن چکا ہو اس کو کافر کہیں گے۔

فصل ہفتم: قانون سازی اور حلال وحرام ٹھہرانے کے حق کا دعویٰ

س: قانون سازی اور حلال وحرام ٹھہرانے کا حق کس کو ہے؟
ج: قانون سازی اور حلال وحرام ٹھہرانے کا حق صرف ذات باری تعالیٰ کو ہے جن پر بندوں کی صلاح وفلاح کا دارومدار ہے اور ان کی عبادت ومعاملات اور زندگی کے تمام شعبے جن کے مطابق چلتے ہیں اور جن کے ذریعہ بندوں کے آپسی جھگڑے اور تنازعات کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ { اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ } (الاعراف:۵۴) دیکھو سب مخلوق اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے یہ اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔
س: اگر آپس میں جھگڑا ہو جائے تو معاملہ کو کس کی طرف لوٹانا چاہئے؟
ج: جھگڑا یا تنازعہ ہو جائے تو معاملہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانا چاہئے۔ ارشادِ الٰہی ہے: { فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا } (النساء:۵۹) اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ کی طرف اور رسول کی طرف اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔
س: کیا اللہ کی شریعت کے علاوہ کوئی شخص دوسری شریعت کو تسلیم کرنا شرک ہے؟
ج: جی ہاں، اللہ کی شریعت کے علاوہ جس کسی نے بھی دوسری شریعت کو قبول کیا اس نے شرک کیا۔
س: جو عبادت اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مشروع نہیں وہ کیا ہے؟
ج: بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔
ارشادِ نبوی ہے: ''من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد''. (بخاری ومسلم)

جو ہمارے اس امر (شریعت) میں کوئی ایسا امر ایجاد کرے جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ (ایجاد کردہ امر) مردود ہے۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: ''من عمل عملا لیس علیه امرنا فهورد''. (مسلم)

س: اگر سیاسی اور انتظامی معاملات میں شریعت سے ہٹ کر کام کیا جائے تو کیسی حکومت ہوگی؟

ج: اگر سیاسی اور انتظامی معاملات میں شریعت الٰہی سے روگردانی کی جائے تو وہ طاغوتی و جاہلی حکومت کہلائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: { اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ } (المائدہ: ۵۰) کیا لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں، یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔

س: جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کا کھانا کیسا ہے؟

ج: جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کا کھانا ناجائز گناہ ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: { وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ } (الانعام: ۱۲۱) اور جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے مت کھاؤ۔

س: شیطان اور ان کے دوستوں کی اطاعت کو حلت وحرمت کے معاملہ میں اللہ رب العزت نے کیا قرار دیا ہے؟

ج: اللہ نے شیطان اور اس کے مددگاروں کی اطاعت کو حلت وحرمت کے معاملہ میں کھلا ہوا شرک قرار دیا ہے۔ { وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ } (الانعام: ۱۲۱) اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔

س: احکام الٰہی کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے حلال وحرام کردہ امور کو بعینہٖ تسلیم کرنا کیا ہے؟

ج: احکام الٰہی کو چھوڑ کر دوسرے کے حرام وحلال کردہ چیزوں کو بعینہٖ تسلیم کرنا ہی ان کی عبادت و پرستش کرنا ہوا۔ حدیث میں آیا ہے کہ اس آیت کریمہ (التوبۃ: ۳۱) کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدی بن حاتم الطائی کے سامنے پڑھا تو عدی بن حاتم نے عرض کیا: یارسول الله لسنا نعبدهم قال: أليس يحلون لكم ما حرم الله فتحلونه و يحرمون ما

أحل الله فتحرمونه قال: بلىٰ قال النبي ﷺ فتلك عبادتهم. (ترمذی)

آپ ﷺ نے عدی بن حاتم طائی کے سامنے اس آیت کریمہ کو پڑھا تو عدی بن حاتم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ جن چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں ان کو حلال نہیں سمجھتے؟ اور جن چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں ان کو حرام نہیں سمجھتے؟ عدی نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہی ان کی عبادت و پرستش ہے۔

فصل ہشتم: ملحدانہ تحریکوں اور جاہلی جماعتوں کی طرف انتساب کا حکم

س: کمیونزم، سیکولرزم، سرمایہ داری وغیرہ کی طرف انتساب کرنا کیسا ہے؟

ج: کمیونزم، سیکولرزم، سرمایہ داری کی طرف انتساب کرنا اور اس سے تعلق رکھنا سراسر کفر والحاد ہے اور مذہب اسلام سے ارتداد بھی ہے۔

س: کمیونزم یا سیکولرزم وغیرہ کی طرف انتساب کرنے والا شخص اسلام کا دعوی کرے تو کیسا ہے؟

ج: کمیونزم، سیکولرزم وغیرہ کی طرف انتساب کرنے والا شخص اگر اسلام کا دعویٰ کرے تو یہ منافق اکبر ہے۔ اس لیے کہ منافقین بھی ظاہری طور پر اپنا انتساب اسلام کی طرف کرتے تھے لیکن اندرونی طور پر وہ کافروں کے ساتھ ہوتے تھے فرمانِ باری تعالیٰ ہے: { وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ } (البقرة:۱۴)

س: اللہ رب العالمین نے مومنوں کو کس کی طرف انتساب کا حکم دیا ہے؟

ج: اللہ رب العالمین نے مومنوں کو اپنی طرف انتساب کا حکم دیا ہے۔ { يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ } (التوبہ:۱۱۹) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

س: کمیونزم کس چیز کے وجود کا انکار کرتے ہیں؟

ج: کمیونزم سارے جہاں کے خالق و مالک کے وجود کا انکار کرتے ہیں، اور تمام آسمانی مذاہب وادیان کو دنیا سے مٹانا چاہتی ہے۔

س: جاہلی، قومی اور نسلی جماعتوں اور پارٹیوں کی طرف انتساب کیسا ہے؟

ج: جاہلی، قومی، نسلی جماعتوں اور پارٹیوں کی طرف انتساب کفر وارتداد ہے اور مذہب اسلام کے خلاف بغاوت { يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقۡنَٰكُم مِّن ذَكَرٖ وَأُنثَىٰ وَجَعَلۡنَٰكُمۡ شُعُوبٗا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْۚ إِنَّ أَكۡرَمَكُمۡ عِندَ ٱللَّهِ أَتۡقَىٰكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٞ } (الحجرات: ۱۳) اے لوگو ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، کنبے قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔ رسول کریم کا ارشاد ہے: لیس منا من دعا الی عصبیة و لیس منا من قاتل علی عصبیة و لیس منا من غضب لعصبیة. (مسلم)

وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی طرف بلائے اور وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی بنیاد پر لڑائی کرے اور وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کے لیے غصہ کرے۔

نیز فرمایا: ان اللہ قد اذھب عنکم عصبیة الجاھلیة وفخرھا بالاٰباء. انما ھو مومن تقی او فاجر شقی. الناس بنو اٰدم و اٰدم خلق من تراب. ولا فضل لعربی علی عجمی الا بالتقوی. (ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے دورِ جاہلیت کی عصبیت کو ختم کر دیا ہے اور آباء واجداد پر فخر کو مٹا دیا ہے، اب تو یا وہ متقی مومن ہوگا یا بد بخت فاجر، تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، فضیلت کا دار و مدار تقوی پر ہے۔

س: مسلمانوں کے اندر تفرقہ کیسے اور کن چیزوں سے پیدا ہوتا ہے؟

ج: مسلمانوں کے اندر انتشار اور تفرقہ جماعتوں اور پارٹیوں کی وجہ سے پڑتا ہے۔ جبکہ اللہ

تعالیٰ نے ہم انسانوں کو نیکی اور تقویٰ پر اتحاد و اتفاق کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ قرآن میں اللہ کا حکم ہے: { وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا } (آل عمران:۱۰۳) اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔

س: امت مسلمہ آپس میں کب لڑے گی؟

ج: امت مسلمہ آپس میں اس وقت لڑے گی جب ائمہ کرام کتاب اللہ سے حکم نہیں دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: و ما لم تحكم ائمتهم بكتاب الله ويتخيروا مما انزل الله الاجعل الله بأسهم بينهم. (رواه ابن ماجة وصححه الحاكم)

اور لوگوں کے حکمران اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے اور انتخاب کریں گے جو اللہ نے نازل نہیں کیا ہے مگر اللہ ان کے درمیان ان کا اختلاف پیدا کر دیں گے۔

س: کیا جماعتوں اور پارٹیوں سے حق دب جاتا ہے؟

ج: جی ہاں: یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جماعتوں اور پارٹیوں نیز گروہ بندیوں سے حق دَب جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سامنے سے ہٹ جاتی ہے۔

فصل نہم: زندگی کے سلسلہ میں مادی نقطہ نظر اور اس کے مفاسد

س: زندگی سے متعلق دو رائج نظریے کون کون ہیں؟

ج: (۱) مادی نظریہ (۲) اسلامی نظریہ

س: مادی نقطۂ نگاہ کی حقیقت کیا ہے؟

ج: مادی نقطۂ نگاہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایک انسان صرف اپنی دنیاوی اور وقتی لذتوں کے حصول

کے پیچھے پڑا رہے۔اس کی ساری تگ ودَو اور حرکات ونشاط اسی ایک چیز پر مرکوز ہوکر رہ جائے اس کے آگے وہ کچھ نہ سوچتا ہو کہ خواہشات نفس اور لذت پرستی کے پیچھے اس طرح سے دوڑنے کا انجام کیا ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: { خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ } (الحج:۱۱) انہوں نے دونوں جہان کا نقصان اٹھالیا، واقعی یہ کھلا نقصان ہے۔

س: موت اور زندگی کو اللہ رب العالمین نے کس لیے پیدا کیا ہے؟

ج: موت اور زندگی کو اللہ رب العالمین نے اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ عمل کے اعتبار سے اچھا ہونے کی آزمائش کرے۔ارشاد الٰہی ہے: { الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا } (الملک:۲) اس (اللہ) نے موت وحیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھے کام کون کرتا ہے۔

{ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا } (الکہف:۷)

روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون بہتر عمل والا ہے۔

س: کیا وہ لوگ جو ظاہری دنیاوی (لذتوں) حکمتوں سے آشنا ہیں وہ پوشیدہ حکمتوں سے بھی واقف ہیں؟

ج: جی نہیں: وہ دنیاوی نعمتوں کے پیچھے پڑ کر پوشیدہ حکمتوں سے نابلد اور یکسر کورے ہیں۔ جیسا کہ اللہ نے ایسے لوگوں کا نقشہ کھینچا ہے { وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ } (الانعام:۲۹)

اور یہ کہتے ہیں کہ صرف یہی دنیاوی زندگی ہماری زندگی ہے اور ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے۔

س: جو لوگ اللہ کی نشانیوں سے غافل ہیں اللہ نے ان کا ٹھکانہ کہاں بنایا ہے؟

ج: جو لوگ اللہ کی نشانیوں سے غافل ہیں اللہ نے ان کا ٹھکانہ دوزخ بنایا ہے۔قرآن میں

ہے: { اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ } (یونس:۷-۸) جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے اور وہ دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں اور وہ جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔

س: اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ ڈرنے والے کون لوگ ہیں؟

ج: اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ ڈرنے والے اصحابِ علم ہیں۔

اللہ کا فرمان ہے: { اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا } (فاطر:۲۸) اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں۔

س: زندگی سے متعلق دوسرا نظریہ، اسلامی نظریہ کیا ہے؟

ج: اسلامی نظریہ کا مطلب یہ ہے کہ مال و دولت، جاہ و منصب، مادی قوت طاقت اور تمام دنیاوی چیزوں کو اخروی اعمال کے وسائل سمجھے جائیں اور اس کے لیے ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔

س: آخرت کے مقابلہ میں دنیا کیا ہے؟

ج: دنیا دار العمل ہے جدو جہد، جہاد و نماز، قیام و صیام اور خیرات و صدقات کا گھر ہے۔ فرمانِ ربِ تعالیٰ ہے: { كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ } (الحاقۃ:۲۴) (ان سے کہا جائے گا) کہ مزے سے کھاؤ پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گذشتہ زمانے میں کئے ہیں۔

فصل دہم: جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے

س: جھاڑ پھونک میں کیا پڑھا جاتا ہے؟

ج: جھاڑ پھونک میں منتر پڑھ کر مریضوں، آفت زدوں پر پھونکا جاتا ہے۔

س: جھاڑ پھونک کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: جھاڑ پھونک کی دو قسمیں ہیں: (۱) جو شرک سے خالی ہو (۲) جس میں شرک پایا جائے۔

س: جھاڑ پھونک کی کون سی قسم جائز ہے؟

ج: جھاڑ پھونک کی قسم اول جائز ہے۔ اس میں مریض پر قرآن مجید پڑھ کر پھونکا جاتا ہے یا اللہ کے اسماء صفات کا نام لے کر مریض کے لیے اللہ کی پناہ مانگی جاتی ہے۔

س: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھاڑ پھونک کیا ہے؟

ج: جی ہاں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھاڑ پھونک کیا ہے۔ عوف بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے لہٰذا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اعرضوا علی رقاکم لاباس بالرقی مالم یکن فیه شرك". (مسلم) اپنی جھاڑ پھونک مجھ پر پیش کرو جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس کے اندر شرک نہ ہو۔

س: جھاڑ پھونک کی کتنی شرطیں ہیں؟

ج: جھاڑ پھونک کی تین شرطیں ہیں علامہ سیوطی نے اس پر علماء کا اجماع ذکر کیا ہے

الف) اس میں کلام الٰہی یا اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ یا صفات استعمال کئے گئے ہوں۔

ب) وہ عربی زبان میں ہو اور اس کا معنی ومفہوم واضح ہو۔

ج) جھاڑ پھونک کرنے والے اور کرانے والے دونوں کا یہ اعتقاد ہو کہ یہ چیزیں بذات خود موثر نہیں ہوتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوتی ہیں۔ (فتح المجید)

س: جھاڑ پھونک کی کیفیت کیا ہے؟

ج: جو کچھ پڑھنا ہو اس کو پڑھ لیا جائے پھر مریض پر پھونکا جائے، یا پانی پر پھونکا جائے اور وہ پانی مریض کو پلا دیا جائے۔ جیسا کہ ثابت بن قیس کی حدیث ہے: ان النبی ﷺ اخذ ترابًا من بطحان فجعله فی قدح ثم نفث علیه بماء وصبه علیه.

(ابوداود) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطحان سے مٹی لی۔ اس کو ایک پیالے میں کیا۔ پانی کے ذریعہ اس پر پھونکا اور پانی کو اس پر انڈیل دیا۔

س: جھاڑ پھونک کی دوسری قسم جس کے کرنے سے شرک کا ارتکاب ہوتا ہے اس میں کیا کیا جاتا ہے؟

ج: غیر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے۔ غیر اللہ سے دعا کی جاتی ہے۔ غیر اللہ کی دہائی دی جاتی ہے۔ غیر اللہ کو پکارا جاتا ہے۔ اس کی پناہ مانگی جاتی ہے۔

تعویذ و گنڈا

س: تعویذ و گنڈوں سے مراد کیا ہے؟

ج: تعویذ و گنڈوں سے مراد وہ ہے جو بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے لٹکائے جاتے ہیں۔ اور کبھی کبھی مرد و عورت اور بڑے بوڑھوں پر لٹکایا جاتا ہے۔

س: تعویذ کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: تعویذ کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ تعویذ جو قرآن سے تیار کئے گئے ہوں یا تو ان میں قرآن کی آیتیں لکھی گئی ہوں، یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات لکھے گئے ہوں۔

دوسری قسم: اس میں قرآن مجید کے علاوہ دوسری تمام لٹکانے والی چیزیں آجاتی ہیں، جیسے ٹھیکرے، ہڈیاں، سیپ، دھاگے، جوتیاں، کیلیں، شیاطین و جن کے نام اور طلاسم وغیرہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے: **من تعلق شيئا وكل إليه.** (احمد، ابوداود) جس نے (مقصد برآری کیلئے) کوئی چیز لٹکائی تو وہ اسی چیز کو سونپ دیا جاتا ہے۔

س: کیا اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کو لکھ کر مریض کے بدن پر لٹکایا جا سکتا ہے؟

ج: وہ تعویذ جو قرآن سے تیار کئے گئے ہوں یا تو ان میں قرآن کی آیتیں لکھی گئی ہوں، یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات لکھے گئے ہوں۔

اس طرح کی تعویذ لٹکانے میں علماء کے مابین مختلف اقوال ہیں:

(۱) قول اول: جائز ہے، یہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کوقول ہے۔ عائشہؓ سے روایت کردہ حدیث کا ظاہری معنی اس بات پہ دلالت کرتا ہے۔ حضرت ابوجعفر الباقر، احمد بن حنبل نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ اور اسے منع والی حدیث کو شرکیہ تعویذ پر محمول کیا ہے۔

(۲) قول ثانی: جائز نہیں ہے۔ حضرت ابن مسعود، ابن عباس، حذیفہ، عقبہ بن عامر وغیرہم رضی اللہ عنھم کا قول ہے۔ بعض تابعین کا بھی یہی قول ہے۔ ان میں سے اصحاب ابن مسعودؓ، ایک روایت کے مطابق احمد بن حنبل بھی شامل ہیں۔

متاخرین نے پورے جزم کے ساتھ عدم جواز کا فتوی دیا ہے اور ابن مسعود کی حدیث کو دلیل بنایا ہے۔ سمعت رسول الله ﷺ يقول: أن الرقى والتمائم والتولة شرك. (احمد، ابوداود)

س: مذکورہ دونوں اقوال میں کون سا قول راجح ہے اور کیوں؟

ج: تین وجوہات کی بناء پر دوسرا ہی قول راجح ہے:

(۱) ہر طرح کی تعویذ سے عمومی طور پر روکا گیا ہے، اور اس عموم کو خاص کرنے والی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

(۲) اس کے ذریعہ فتنہ وفساد کا راستہ ہی روک دیا جاتا ہے، اس لیے اس کے جواز کے بعد لوگ وہ چیزیں استعمال کرنے لگیں گے جو ہمارے یہاں مباح نہیں۔

(۳) جب قرآنی آیتوں سے تیار کردہ تعویذ لٹکایا جاتا ہے تو لٹکانے والے سے اس کی بے حرمتی ہو ہی جاتی ہے۔ مثلا بیت الخلاء یا استنجاء کے وقت اسے اپنے پاس سے الگ نہیں کر پاتا ہے۔ عبیداللہ رحمانی مبارک پوری کہتے ہیں: میری اپنی ذاتی رائے اور تحقیق یہ ہے کہ تعویذ لکھنا، لکھوانا یا چھپوا کر کسی کو دینا یا گنڈا بنانا شرعا غلط کام ہے خواہ قرآنی آیات یا احادیث کی دعاؤں پر مشتمل ہی کیوں نہ ہو۔

تولہ

س: تولہ کیا ہے؟

ج: تولہ (جادوئی منتر اور جڑی بوٹی) یہ ایک خاص جادوئی نسخہ ہے، جسے بعض لوگ اس خیال سے بناتے ہیں کہ یہ بیوی کو شوہر کی پیاری اور شوہر کو بیوی کا پیارا بنا دیتا ہے۔

س: عقیدہ اور اعتقاد کی اصلاح کیسے ممکن ہے؟

ج: عقیدہ کی اصلاح توحید کی معرفت اور عقیدۂ صحیحہ کے علم سے ہی ممکن ہے۔

فصل یازدہم: غیر اللہ کا قسم، مخلوق کا وسیلہ اور مخلوق کی دہائی کے احکام کا بیان

س: غیر اللہ کی قسم کو عربی میں کیا کہتے ہیں؟

ج: غیر اللہ کی قسم کو عربی میں ''حلف'' کہتے ہیں، اس سے مراد کسی حکم و فیصلہ کو موکد کرنے کے لیے خصوصی طور پر کسی بڑے اور عظیم شخص یا چیز کا نام لینا۔

س: غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے؟

ج: غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔ (علمائے کرام کا اجماع ہے کہ صرف اللہ کے نام اور اس کے اسماء وصفات کی ہی قسم کھائی جائے گی)۔ ابن عمرؓ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **من حلف بغير الله فقد كفر او اشرك.** (الترمذی والحاکم) جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر یا شرک کیا۔

س: غیر اللہ کی قسم کھانا شرک کی کونسی قسم میں سے ہے؟

ج: شرک اصغر ہے۔

س: غیر اللہ کی قسم کھانا کب شرک اکبر ہوگا؟

ج: جس کی قسم کھائی جائے وہ قسم کھانے والے کے نزدیک بہت ہی معزز ہستی ہو اور اس کے نزدیک اس کی عبادت جائز ہو۔

س: کیا ہر جگہ پر اللہ رب العزت کی قسم کھائی جائے گی؟

ج: ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے میں بہت زیادہ احتیاط برتنے کی ضرورت ہے اور ہر جگہ اور ہر موقع پر اس کا استعمال نہیں کرنا چاہیے اور بوقت ضرورت اور سچائی و نیکی کے معاملہ میں ہی قسم کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: { وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ } (القلم:۱۰) اور تو کسی ایسے شخص کے کہے میں نہ آجانا جو زیادہ قسمیں کھانے والا ذلیل انسان ہو۔
{ وَاحْفَظُوٓا اَيْمَانَكُمْ } (المائدہ:۸۹) اور تم اپنے قسموں کی حفاظت کرو۔

س: وہ کون لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا؟

ج: وہ تین لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللہ يومَ الْقِيَامةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ، ولَهُمُ عذَابٌ أليمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، ومَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِل مُسْتَكْبِرٌ. (رواہ مسلم) تین قسم کے لوگوں سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا، اور نہ ہی ان کی صفائی کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا ان کے لیے دردناک عذاب ہے، زناکار بوڑھا شخص، جھوٹ بولنے والا فرمانروا یا حکمراں اور غرور کرنے والا محتاج وفقیر۔

دوسری حدیث میں فرمان نبوی ہے: ورجل جعل الله بضاعة لا يشترى الا بيمينه ولا يبيع الا بيمينه. (رواہ الطبرانی بسند صحیح) اور وہ شخص جو حلف لے کر سامان خریدتا اور بیچتا ہو۔

س: زیادہ قسم کھانا اور بار بار قسم کھانا کیسا ہے؟

ج: زیادہ قسم کھانا حرام ہے۔

س: یمین غموس کسے کہتے ہیں

ج: جان بوجھ کر اللہ کی جھوٹی قسم کھانے کو یمین غموس کہتے ہیں

خلاصۂ کلام

(۱) اللہ کے علاوہ جیسے امانت، کعبہ مشرفہ یا نبی کریم ﷺ کی قسم کھانا حرام ہے اور شرک بھی۔

(۲) جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھانا بھی حرام ہے۔

(۳) اللہ کی کثرت سے قسم کھانا حرام ہے چاہے اپنی قسم میں سچا ہو، کیونکہ بلاضرورت قسم کھانا اللہ کے ساتھ مذاق اڑانا ہوا۔

(۴) اللہ رب العزت کی قسم کھانا ضرورت کے وقت سچائی کے موقع پر جائز ہے۔

اللہ کے تقرب کے لیے مخلوق کا وسیلہ

س: توسل کس کو کہتے ہیں؟

ج: توسل کسی چیز سے قریب ہونے اور پہونچنے کو کہتے ہیں۔

س: اور وسیلہ کس کو کہتے ہیں؟

ج: وسیلہ قربت کو کہتے ہیں۔ اللہ عز وجل کا ارشاد ہے: {وَابْتَغُوٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ} (المائدہ:۳۵) اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرو۔

وسیلہ کی قسمیں

س: توسل کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: توسل کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مشروع وسیلہ (۲) غیر مشروع وسیلہ۔

س: مشروع وسیلہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: مشروع وسیلہ کی چھ قسمیں ہیں:

اً) اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے ذریعہ اس کا تقرب حاصل کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ

ہے: { وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ } (الاعراف:۱۸۰) اوراللہ کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں سواس کوان ناموں سے ہی پکارواور جولوگ اس کے ناموں میں کجی اختیار کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو، وہ جو کچھ کرر ہے ہیں عنقریب اس کی سزا پائیں گے۔

ب) سابقہ ایمان اور ان اعمال صالحہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنا جنہیں متوسل بجا لا چکا ہے { رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ } (آل عمران: ۱۹۳) اے پروردگار! ہم نے ایک ندا دینے والے کو سنا جو ایمان کے لیے پکار رہا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لے آ ؤ،تو ہم ایمان لے آئے، اے پروردگار! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے محو کر اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا۔اصحاب غار کا واقعہ بھی اس کی بین دلیل ہے۔

ج) اللہ کا توسل توحید کے ذریعہ جیسا کہ یونس علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے فرمایا: { فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ } (الانبیاء:۸۷) (یونس علیہ السلام) بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھے کہ الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔

د) اللہ تعالیٰ کا توسل اپنی کمزوری و ناتوانی ضرورت اور فقر و احتیاج کے اظہار کے ذریعے، جیسا کہ ایوب علیہ السلام نے کہا تھا: اللہ نے قرآن کریم میں ان کی دعا کا ذکر اس انداز میں کیا: { وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ } (الانبیاء:۸۳) (ایوبؑ) نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری ار ی لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

ھ) اللہ تعالیٰ کا توسل وتقرب زندہ بزرگوں اور صالحین کی دعاؤں کے ذریعہ جیسا کہ

صحابہ کرام کیا کرتے تھے۔ اذا اجدبوا طلبوا من النبی ﷺ ان یدعوالله لهم ولما توفی صاروا یطلبون من عمه العباس رضی الله عنه فید عولهم. (رواہ البخاری)

جب خشک سالی آتی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عم مکرم عباس سے دعاء کی درخواست کرتے تھے اور آپ ان کے لیے دعاء کرتے تھے: ''اللهم انا كنا نتوسل اليک بنبيک فتسقينا وانا نتوسل بعم نبينا فاسقنا'' اے اللہ ہم پہلے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ تیری قربت چاہتے تھے، تو ہمیں سیراب کرتا تھا، اب ہم اپنے نبی کے چچا کے توسل سے اس کی درخواست کرتے ہیں، لہٰذا ہمیں سیراب فرما۔

و) اللہ کا توسل اپنے گناہوں کے اعتراف کے ذریعہ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:
{ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ } (القصص:١٦) (موسیٰؑ) دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار! میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھے معاف فرمادے۔

س: غیر مشروع وسیلہ کسے کہتے ہیں؟

ج: مردوں سے دعا اور سفارش کا توسل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رتبہ عالیہ کے ذریعہ توسل وغیرہ

س: ناجائز (غیر مشروع وسیلہ) کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: (الف) مردوں سے دعا مانگنا اور سفارش طلب کرنا بھی جائز نہیں ہے اس لیے کہ دعاء مُردہ دعاء پر قدرت نہیں رکھتا ہے۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی دوسرے کے مقام ومنصب کے ذریعہ توسل جائز نہیں ہے۔ انسان ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مانگے وہی دینے والا ہے اور اسی کے ہاتھ میں ساری چیزیں ہیں۔

☆ خیال رہے کہ جواز کے تعلق سے بظاہر جو حدیث پیش کی جاتی ہے وہ حدیث موضوع ہے۔ ''اذا سألتم الله فاسئلوه بجاهي، فان جاهي عندالله عظيم'' جب تم

اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو میرے جاہ وعزت کے وسیلہ سے مانگو، اس لیے کہ میری جاہ ومنزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اس حدیث کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ یہ بعض جاہلوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف منسوب کر کے روایت کی ہے یہ حدیث جھوٹ ہے کسی کتاب میں اس کا تذکرہ موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی اہل علم وحدیث نے اس کو ذکر کیا ہے، محدث عصر علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کے تعلق سے رقمطراز ہیں کہ ''لا اصل لہ'' اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یعنی من گھڑت روایت ہے جس پر اعتماد کر کے عمل کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنا ہے۔

س: کیا اس حدیث کی بنا مد پر کوئی عمل جائز ہے؟

ج: جی نہیں کیونکہ یہ حدیث موضوع، جھوٹی ہے۔ موضوع اور جھوٹی حدیث پر کیوں کر عمل کیا جائے۔ موضوع احادیث پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

س: مخلوق کے حق کے ذریعہ توسل دو وجہوں سے جائز نہیں ہے ان دو وجہوں کو بیان کرو؟

ج: (الف) اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بے شمار فضل واحسان ہے { وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ } (الروم:۴۷) اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے مخلوق کو فضل وانعام کا جو حق پہنچتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی حق ہے، غیر کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

س: مخلوق میں سے کسی ذات کا توسل جائز ہے یا نہیں؟

ج: مخلوق میں سے کسی کی ذات کا توسل جائز نہیں ہے۔

س: اگر مخلوق میں سے کسی کی ذات کا توسل جائز نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے؟

ج: مخلوق میں سے کسی کی ذات کا وسیلہ لینا جائز نہیں ہے، یہ کھلا ہوا شرک ہے۔

مخلوق کو پکارنے اور اس سے مدد چاہنے کا حکم

س: استعانت کس کو کہتے ہیں؟

ج: کسی معاملہ میں کسی سے تائید وحمایت اور مدد حاصل کرنے کو استعانت کہتے ہیں۔

س: استغاثہ کس کو کہتے ہیں؟

ج: کسی آفت، بلا اور مصیبت کو دور کرنے کی درخواست کرنے کو استغاثہ کہتے ہیں۔

س: مخلوق سے استعانت اور استغاثہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: استعانت اور استغاثہ کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: جتنا مخلوق کے بس میں ہے اتنا ہی اس سے طلب کرنا جائز ہے۔فرمانِ الٰہی ہے: { وَ تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى } (المائدہ:۲) نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اسی طرح اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا: { فَاسۡتَغَاثَهُ الَّذِىۡ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ عَلَى الَّذِىۡ مِنۡ عَدُوِّهٖ } (القصص:۱۵) (موسیٰ علیہ السلام) کے قوم والے اپنے دشمن شخص کے خلاف اس (موسیٰ علیہ السلام) سے فریاد کی۔

دوسری قسم: یہ ہے کہ کسی ایسی چیز یا معاملہ میں فریاد کی جائے جو چیز یا معاملہ مخلوق کے اختیار میں نہ ہو صرف اللہ ہی اس پر قدرت رکھتا ہو۔ جیسے مردوں سے استغاثہ کرنا یا مدد مانگنا، یا زندوں سے ایسی چیزیں طلب کرنا جس پر صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے، جیسے مریضوں کی شفایابی، مصائب کا ازالہ، تکلیف دور کرنا وغیرہ یہ شرک اکبر ہے۔

س: استغاثہ کس سے طلب کرنی چاہئے؟

ج: استغاثہ صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کرنی چاہئے۔ نبی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''انه لا يستغاث بي و انما يستغاث بالله'' (رواہ الطبرانی) مجھ سے مدد طلب نہیں کی جاتی بلکہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

تیسرا باب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہل بیت اور صحابہ کرام کے متعلق وجوبی اعتقاد کا بیان

فصل اول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وتعظیم کا وجوب، آپ کی تعریف میں افراط وتفریط سے ممانعت اور آپ کی قدر ومنزلت کا بیان

س: کیا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وتعظیم کرنا واجب ہے؟

ج: نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وتعظیم کرنا واجب ہے۔ ''لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین''. (متفق علیہ)

س: سب سے زیادہ کس کی محبت ضروری ہے؟

ج: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی محبت ضروری ہے کیونکہ یہ عبادت کی سب سے بڑی قسم ہے۔ { وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ } (البقرہ: ۱۶۵) اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

س: بندوں کا منعمِ حقیقی کون ہے؟

ج: بندوں کا منعمِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جو ساری ظاہری وباطنی نعمتوں سے بندوں کو نوازا ہے۔

س: کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کے بغیر جنت میں جا سکتا ہے؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و اتباع کے بغیر کوئی شخص جنت میں نہیں جا سکتا ہے۔ ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''ثلاث من کن فیه وجد بهن حلاوة الإیمان: أن یکون الله ورسوله أحب إلیه مما سواهما، وأن یحب المرء لا یحبه إلا لله، وأن یکره أن یعود فی الکفر بعد أن أنقذه الله منه، کما یکره أن یقذف فی النار''. (متفق علیہ) تین چیزیں ہیں جو کسی شخص میں پائی جائیں تو اس کو ایمان کی حلاوت نصیب ہو: اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک اپنے ماسوا سے زیادہ محبوب اور عزیز تر ہوں اور کسی انسان سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے اور اس کو اللہ کے فضل سے ایمان نصیب ہونے کے بعد کفر میں دوبارہ واپسی بالکل ایسے ہی ناگوار ہو جیسا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہو۔

س: ایک مومن کے لیے اللہ کے رسول سے کس درجہ محبت کرنا ضروری ہے؟

ج: ایک مومن کے لیے ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حد تک محبت کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب اور عزیز تر سمجھے۔

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم! لأنت احب الی من کل شیء الا من نفسی، فقال: والذی نفسی بیده حتی اکون احب الیك من نفسك، فقال له: فانك الاٰن احب الی من نفسی، فقال: الاٰن یا عمر. (بخاری)

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے میرے نفس کے علاوہ تمام جہان سے زیادہ محبوب ہیں تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (بالکل یہ کافی نہیں) جب تک کہ میں تجھے تیری جان سے بھی زیادہ محبوب تر نہ ہو جاؤں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اب آپ میرے نفس سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو ارشاد فرمایا اے عمر اب! (یعنی اب تمہارا ایمان کامل ہوا)۔

س: امت محمدیہ آپ سے کیوں محبت کرتی ہے؟

ج: امتِ محمدیہ اس لیے آپ ﷺ سے محبت کرتی ہے کیونکہ امت محمدیہ اللہ سے محبت کرتی ہے۔

س: صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ سے کس درجہ محبت کرتے تھے؟

ج: صحابہؓ کرام آپ ﷺ سے حد درجہ محبت کرتے تھے حتیٰ کہ رسول مآب ﷺ کے وضوء کا گرا ہوا پانی بھی اپنے چہروں پر ملنا باعث سعادت سمجھتے نبی امی فداہ ابی وامی کے لعابِ دہن اور تھوک کو بھی زمین پر گرنے سے پہلے روک لیتے اور اس کو اپنے جسم کی زینت بنا لیتے اور اس کو باعث خیر و برکت جانتے تھے۔

آپ ﷺ کی تعریف میں افراط وتفریط سے ممانعت

س: کیا نبی اکرم ﷺ کی تعریف میں افراط وتفریط سے کام لیا جانا چاہئے؟

ج: نبی اکرم ﷺ کی تعریف میں افراط وتفریط سے کام نہیں لینا چاہئے۔ کیونکہ یہ غلو ہے۔

س: اطراء کس کو کہتے ہیں؟

ج: کسی کی تعریف میں حد سے آگے بڑھ جانے کو اور اس میں جھوٹ ملانے کو اطراء کہتے ہیں۔

س: غلو کس کو کہتے ہیں؟

ج: کسی بھی امر میں حدوں کو پار کر جانا غلو کہلاتا ہے۔کوئی شخص جب قدر و اندازہ میں حد سے آگے بڑھ جاتا ہے تو اس کے لیے غلو کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔قرآن میں اللہ کا فرمان ہے: { لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ } (النساء:۱۷۱) اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گذر جاؤ۔

س: کیا اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے اپنی تعریف میں حد سے تجاوز کر جانے سے لوگوں کو روکا ہے؟

ج: اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے اپنی حد سے زیادہ تعریف کرنے سے بڑی صراحت کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ ''لا تطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم انما انا عبدہ

فقولوا عبدالله و رسوله‘‘. (متفق علیہ)

س: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں غلو کا مطلب کیا ہے؟

ج: آپ کی قدر ومنزلت کی تعیین میں حد سے تجاوز ہو جائے، بایں طور کہ آپ کو عبدیت ورسالت کے رتبہ سے آگے بڑھا دیا جائے اور کچھ الٰہی خصائص وصفات آپ کی طرف منسوب کر دیئے جائیں، مثلاً آپ کو پکارا جائے، آپ کو مدد کے لیے کہا جائے، آپ سے استغاثہ کیا جائے، اور اللہ تعالیٰ کے بجائے آپ کی قسم کھائی جائے۔ آپ کی مدح وتوصیف میں اضافہ کر دیا جائے۔

س: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر ومنزلت کو حد سے آگے بڑھایا جاسکتا ہے؟

ج: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر ومنزلت کو حد سے آگے نہیں بڑھایا جاسکتا۔ ارشاد نبوی ہے:

جَاءَ أناسٌ إليهِ فقالوا: يا رسولَ اللهِ يا خَيرَنا وابنَ خَيرِنا وسيِّدَنا وابنَ سيِّدِنا فقالَ: يا أيُّها النَّاسُ قولوا بقَولِكُم ولا يستَهْوِينَّكمُ الشَّيطانُ أنا محمَّدٌ عبدُ اللَّهِ ورسولُهُ ما أُحبُّ أن ترفعوني فوقَ مَنزِلَتي الَّتي أنزلَني اللَّهُ عزَّ وجلَّ. (غایۃ المرام)

کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم لوگوں میں سب بہتر اور سب سے بہتر کے فرزند اور ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے صاحبزادے! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اپنی بات کہو اور شیطان تمہیں گمراہ نہ کرنے پائے، میں محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں مجھے بالکل پسند نہیں کہ اللہ کی عطا کردہ اور بخشی ہوئی میری قدر ومنزلت سے تم مجھے اوپر لے جاؤ۔

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کس انداز کی تعریف کرنے میں حرج نہیں ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جیسی تعریف کی ہے جس قدر ومنزلت سے نوازا ہے اسی انداز وہیئت میں اتنی ہی تعریف کرنے اور اسی قدر مقام ورتبہ کو بیان کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

س: کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں میں افضل واعلیٰ ہیں؟

ج: اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقوں میں سب سے اچھے، سب سے افضل اور اعلیٰ اقدار کے حامل انسان ہیں۔

س: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنوں کے لیے بھی رسول بنا کر بھیجے گئے تھے؟

ج: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنوں کے لیے بھی رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔

س: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ رب العزت نے ختم المرسلین (نبیوں اور رسولوں کا خاتم یعنی آخری پیغمبر) بنا کر مبعوث فرمایا تھا؟

ج: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے ختم المرسلین بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔

س: کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ مبارک کو کھولا گیا تھا؟

ج: جی ہاں! اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینۂ مبارک کو تین مرتبہ چاق کیا گیا۔

میدان محشر اور مقام محمود

س: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحبِ مقام محمود ہیں؟

ج: جی ہاں! اللہ تعالیٰ روز حشر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود کا حامل بنائے گا {عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا} (الاسراء:۷۹) عنقریب آپ کا رب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔

س: مقام محمود سے کیا مراد ہے؟

ج: مقامِ محمود سے مراد وہ مقام ہے جب اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کے لیے کھڑا کرے گا تاکہ لوگوں کو ان کا رب اس جانگسل وقت کی پریشانی و شدت سے راحت نصیب کرے اور یہ مقام یقیناً بہت ہی خاص مقام ہے جو صرف آپ ہی کو عطا ہوگا۔

س: کیا مقامِ محمود کا اعزاز کسی اور نبی یا رسول کو بھی حاصل ہوگا؟

ج: نہیں، مقامِ محمود کا یہ شرف کسی اور نبی یا رسول کو حاصل نہیں ہوگا۔

س: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کے سامنے کسی اور کو آواز بلند کرنے کا حق حاصل ہے؟

ج: اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کے سامنے کسی دوسرے کو اپنی آواز بلند کرنے کا قطعاً کوئی حق نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہے: { يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝٢ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝٣ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝٤ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝٥ } (الحجرات:۲-۵)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ اللہ کے پیغمبر کے سامنے دبی آواز سے بات کرتے ہیں اللہ نے ان کے تقویٰ کے لیے آزما لیے ہیں، ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ جو لوگ تم کو حجروں سے باہر آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کئے رہتے یہاں تک کہ آپ خود نکل کر ان کے پاس آتے، تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ غفور اور رحیم ہے۔

س: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلانا عام انسانوں کو بلانے ہی کی مانند ہے یا ان دونوں میں کچھ فرق بھی سمجھا جائے گا؟

ج: جی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلانا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آواز دینا عام انسانوں کے بلانے کی طرح نہیں ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: { لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا } (النور:۶۳) مومنو! پیغمبر کے بلانے کو ایسا معمولی بلاوا نہ کرلو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

س: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیسے پکارا ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ نے آپ کو اے رسول- اے نبی کے القاب سے پکارا ہے۔

س: کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نبی اکرم پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ خود اللہ اور اس کے فرشتوں نے بھیجا ہے۔ { اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا } (الاحزاب:۵۶) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا تقاضا کیا ہے؟

ج: آپ کی سنت کی تعظیم و تکریم کی جائے، اس پر عمل کے وجوب پر اعتقاد رکھا جائے اور یہ سنت رسول قرآن مجید کے بعد تعظیم و عمل کے اعتبار سے پہلے درجے پر ہے اس لیے کہ سنت بھی اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔ { وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۴ } (النجم:۳-۴) اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

س: کیا سنت میں شک کرنا اس کی شان و عظمت کو کم کرنے کی کوشش کرنا ہے؟

ج: سنت میں شک کرنا اس کی شان و عظمت کو کم کرنے کی کوشش کرنا ہے جو بلاشبہ حرام ہے۔

فصل دوم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و پیروی کے وجوب کا بیان

س: کیا اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے؟

ج: جی ہاں! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے۔ { يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ } (النساء:۵۹) اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی۔

س: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و پیروی کا تذکرہ قرآن مجید کے اندر کتنی

جگہوں پر کیا ہے؟

ج: چالیس (۴۰)

س: کیا اللہ تعالیٰ نے انفرادی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا ہے؟

ج: اللہ نے انفرادی طور پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا ہے:

{ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ } (النساء:۸۰) جو رسول کی اطاعت کرے پس اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی۔

اور ایک جگہ ارشاد ہے: { وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ } (النور:۵۶) اور اللہ کے رسول کی فرمانبرداری میں لگے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

س: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرنے والوں کو وعید سنائی ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرنے والوں کو زبردست وعید سنائی ہے:

{ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ } (النور:۶۳) جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہونچے۔

س: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اطاعت و اتباع کو بندہ سے اپنی محبت اور اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب بتایا ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اطاعت اور اتباع کو بندہ سے اپنی محبت اور اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب بتایا ہے۔ کیونکہ جو بندہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اطاعت گزار بنے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ { قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ } (آل عمران:۳۱)

کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔

س: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو ہدایت اور آپ کی نافرمانی کو گمراہی قرار دیا ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو بندہ کی ہدایت اور آپ کی نافرمانی کو گمراہی قرار دیا ہے کا ذریعہ بتایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: { وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا } (النور: ۵۴) اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تم ہدایت پالو گے۔

نیز فرمایا: { فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ } (القصص: ۵۰) پھر اگر یہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے؟ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

س: جو اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں کیا وہ ظالم ہیں؟

ج: جو اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں وہ ظالم اور گمراہ ہونے والوں میں سے ہیں۔ (القصص: ۵۰)

س: امت محمدیہ کے لیے آپ کیا ہیں؟

ج: امت محمدیہ کے لیے آپ بہترین نمونہ اور اسوہ حسنہ ہیں۔ { لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا } (الاحزاب: ۲۱) تم کو اللہ کے پیغمبر کی پیروی کرنی بہتر ہے، یعنی اس شخص کو جسے اللہ سے ملنے اور روز قیامت کے آنے کی امید ہو اور وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

س: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کیسے ادا کرنے کو کہا ہے؟

ج: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلاہ کو بالکل اسی ہیئت و کیفیت میں ادا کرنے کا حکم دیا جس ہیئت و کیفیت اور طریقہ پر آپ نے صلاہ کو ادا کیا ہے۔ ''صلوا کما رأیتمونی اصلی''. (بخاری)

س: جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ سے ہٹ کر عمل کرتا ہے اس کا عمل کیسا ہے؟

ج: جو کوئی رسول اللہ جیسا عمل نہیں کرتا وہ مردود ہے اور اس کا وہ عمل بھی مردود ہے۔ ''من

عمل عملاً لیس علیه امرنا فهورد''. (متفق علیہ)

س: جو شخص رسول اکرم کی سنت کو نہیں اپناتا وہ کن لوگوں میں سے ہے؟

ج: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت حسنہ کو نہیں اختیار کرتا وہ اہل ایمان میں سے نہیں ہے جیسا کہ فرمانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''**من رغب عن سنتی فلیس منی**''. (متفق علیہ) جو ہماری سنت (طریقہ) سے منہ موڑے وہ مجھ سے (میرے طریقہ پر) نہیں ہے۔

فصل سوم: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کی مشروعیت کا بیان

س: اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ کا مطلب کیا ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ کا مطلب تعریف کرنا ہے۔

س: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرشتوں کے صلاۃ بھیجنے کا کیا مطلب ہے؟

ج: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرشتوں کے صلاۃ بھیجنے کا مطلب دعاء ہے۔

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لوگوں کے صلاۃ بھیجنے کا مطلب کیا ہے؟

ج: لوگوں کے صلاۃ بھیجنے کا مطلب استغفار ہے۔

س: ''**سلموا تسلیما**'' کا مطلب کیا ہے؟

ج: ''**سلموا تسلیما**'' کا مطلب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنا ہے، لہٰذا جب کوئی آپ پر سلام بھیجنا چاہے تو صلوٰۃ وسلام دونوں بھیجے، ان میں سے ایک پر اکتفاء نہ کرے۔

س: کن کن جگہوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا چاہیے؟

ج: تشہد کے اخیر میں، قنوت، خطبہ جمعہ، خطبہ عیدین، خطبہ استسقاء، مؤذن کا جواب دینے کے بعد، دعاء کے وقت، مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت۔

س: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے ثمرات کیا ہیں؟

ج: اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل، اللہ تعالیٰ کی طرف درود وسلام بھیجنے والے کے لیے ایک درود پر

دس رحمتیں، دعاء کے قبولیت کی امید جب دعاء سے پہلے درود وسلام بھیجا جائے، جب درود وسلام کے ساتھ وسیلہ کا سوال کیا جائے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش کا سبب بنتا ہے، گناہوں کی معافی کا سبب۔

فصل چہارم

اہل بیت کی فضیلت اور حق تلفی وغلو کے بغیر ان کے ساتھ سلوک کا بیان

س: اہل بیت سے مراد کون ہیں؟

ج: اہل بیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ آل واولاد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

س: اہل بیت میں سے کون کون ہیں، جن پر صدقہ حرام ہے؟

ج: اہل بیت میں سے جن پر صدقہ حرام ہے وہ یہ ہیں۔ حضرت علی کی اولاد، حضرت جعفر کی اولاد، حضرت عقیل کی اولاد، حضرت عباس کی اولاد، بنو حارث بن عبدالمطلب اور اسی طرح اہل بیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات اور بنات طاہرات یعنی آپ کی بیویاں اور صاحبزادیاں شامل ہیں۔

{ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا }

(الاحزاب: ۳۳) اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے۔

س: وحی تمام ازواج مطہرات میں سے کس کے بستر پر آتی تھی؟

ج: وحی تمام ازواج مطہرات کو چھوڑ کر حضرت عائشہ کے بستر پر نازل ہوتی تھی۔

س: حضرت عائشہؓ کے بستر پر وحی نازل ہونے کا سبب کیا ہے؟

ج: حضرت عائشہؓ کے بستر پر وحی نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ یہی وہ بیوی ہیں جن سے آپ نے کنواری ہونے کی حالت میں شادی کی تھی (یعنی کوئی دوسرا ان کے بستر پر نہ سویا تھا)۔

س: اہل سنت و جماعت کا اہل بیت کے بارے میں موقف کیا ہے؟

ج: اہل سنت و جماعت کا اہل بیت سے محبت کرتے ہیں اوران کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں، اس لیے کہ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت وعقیدت اورآپ کی تعظیم وتکریم کی علامت ہے، اس شرط کے ساتھ کی وہ سنت کی اتباع پر قائم ہوں، اوران میں سے جوسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف ہوں اور دین پر قائم نہ ہوں ان سے عقیدت ودوستی جائز نہ ہوگی، چاہے اہل بیت میں سے ہوں۔

فصل پنجم

صحابہ کرام کی فضیلت، ان کے بارے میں ضروری اعتقاداوران کے آپسی اختلافات کے سلسلہ میں مذہب اہل سنت و جماعت کا موقف

س: صحابہ سے مراد کون لوگ ہیں؟

ج: صحابہ صحابی کی جمع ہےاس سے مراد ہروہ شخص ہےجس نے بحالت ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ہواوراسی ایمان کی حالت میں اس کی وفات ہوئی ہو۔

س: صحابہ کے بارے میں ہماراکیاعقیدہ ہوناچاہئے؟

ج: صحابہ کے بارے میں ہمارا یہ واجبی عقیدہ ہونا چاہیے کہ وہ امت کے سب سے افضل ترین لوگ ہیں، ان کا زمانہ خیرالقرون کا (سب سے بہتر زمانہ) تھااور یہ سعادت قبولِ اسلام میں ان کی سبقت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کے لیےان کا انتخاب، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد، شریعت کا بارِگراں کواٹھانے اور بعدوالوں تک پہونچانے کی وجہ سے حاصل ہے۔ ان کے اس شرف وعظمت کو اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت میں بیان فرمایا:

{ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (التوبہ:۱۰۰) اور جو مہاجرین اور انصار (اسلام میں) سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

س: صحابہ کرام کے بعض فضائل وحسنات بتاؤ؟

ج: بھلائیوں میں سبقت کرنے والے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں، آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے کافروں پر سختی کرنے والے، کثرت سے رکوع وسجود کرنے والے، ان کے دل بغض وحسد کینہ کپٹ سے پاک وصاف وغیرہ وغیرہ۔

صحابہ کرام کے مابین ہونے والے کشت وخون اور فتنہ وفساد سے متعلق اہل سنت و جماعت کا موقف

س: صحابہ کرام کے اندر فتنہ پھیلنے کی وجہ کیا تھی؟

ج: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اندر فتنہ پھیلنے کی وجہ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف یہودیوں کی سازش تھی۔

س: فتنہ پھیلانے والا اور اس میں اصل رول ادا کرنے والا کون تھا؟

ج: فتنہ پھیلانے والا ایک خبیث ترین مکار یمن کا یہودی عبداللہ بن سبا تھا۔

س: عبداللہ بن سبا اپنے حقد وحسد کے زہر کو کس خلیفہ کے دور میں پھلایا؟

ج: عبداللہ بن سبا اپنے حقد وحسد کے زہر کو خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں پھیلانا شروع کیا۔

س: حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں فتنہ پھیلانے کے لیے اس (عبداللہ بن سبا) نے کہاں کا سفر کیا؟

ج: حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں فتنہ پھیلانے کے لیے کوفہ کا دورہ کیا۔

س: کوفہ پہنچ کر اس نے پہلا فتنہ سازی کے لیے کون سی راہ ہموار کی؟

ج: کوفہ پہنچ کر اس نے پہلا اقدام حضرت علیؓ کے تعلق سے غلو کیا اور ان کی نصرت و تائید کرنی چاہی تا کہ اس سے اپنی خبیثانہ مقصد کو پہنچ سکے۔

س: علی رضی اللہ عنہ کو جب اس منافق کی خبیثانہ چالوں کے بارے خبر ہوئی تو آپ نے کیا کیا؟

ج: آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا لیکن وہ کمینہ قرقیس کی طرف بھاگ گیا۔

س: صحابہ کرام کے مابین اختلافات اور جنگ و جدال سے متعلق اہل سنت و جماعت کا موقف کیا ہے اس کا خلاصہ بتاؤ؟

ج: اول: اہل سنت و جماعت صحابہ کرام کے مابین ہونے والے جنگ و جدال سے متعلق اپنی زبان بند رکھتے ہیں اور اس میں بال کی کھال نہیں نکالتے ہیں اس لیے کہ سلامتی کا راستہ چپ رہنے ہی میں ہے خاص طور پر اس طرح کے معالے میں۔ ان کی دعاء یہ ہوتی ہے: { رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ } (الحشر:١٠) اے ہمارے پروردگار! ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے، اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

دوم: صحابہ کے سلسلے میں من گھڑت برائیوں سے متعلق جو روایتیں ہیں ان کا متعدد طریقوں سے جواب دینا جو حسب ذیل ہیں:

- پہلا طریقہ: یہ تمام آثار جھوٹے ہیں دشمنان اسلام نے انہیں صحابہ کرام کو بدنام کرنے کے لیے وضع کیا ہے۔
- دوسرا طریقہ: ان روایات میں حذف و اضافہ سے کام لیا گیا ہے یا اس کی صحیح شکل بگاڑ دی گئی ہے، اس میں جھوٹ کی آمیزش کی گئی ہے، لہٰذا یہ محرف ہیں ان کی طرف رجوع کرنا صحیح نہیں ہے۔

❖ تیسرا طریقہ: اس ضمن میں جتنے آثار احادیث وارد ہوئے ہیں وہ بہت ہی کم ہیں، اگر یہ روایتیں کسی حدتک صحیح ہیں تو صحابہ کرام کو اس حدتک معذور سمجھنا چاہئے، اس لیے کہ صحابہ کرام سب کے سب مجتہد تھے یا تو انہوں نے اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا یا غلط، اگر صحیح فیصلہ کیا تو ان کے لیے دو اجر ہیں اور اگر غلط فیصلہ کیا تو ان کے لیے ایک اجر ہے، ان کی غلطی معاف ہے۔

❖ چوتھا طریقہ: وہ ہمارے ہی طرح انسان تھے ان سے غلطی سرزد ہوسکتی ہے، اس لیے وہ باعتبار افراد گناہ وخطا سے معصوم نہیں ہیں اور ان سے جو بھی گناہ سرزد ہوں ان کے متعدد مکفرات (نیک اعمال) ان کے پاس ہیں جن سے ان کے گناہ دھل سکتے ہیں۔

- انہوں نے اس سے توبہ کرلیا اور توبہ ہر گناہ کو کھا جاتی ہے۔
- ان میں بہت سے فضائل و نیک اعمال ہیں جن کی وجہ سے ان کی مغفرت ہوسکتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: { اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ } (ہود: ۱۱۴) یقینا نیکیاں برائیوں اور گناہوں کو دور کردیتی ہیں۔
- ان کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت نصیب ہے، آپ کے ساتھ جہاد کا شرف حاصل ہے، جو ان کے ان معمولی خطا کو دھونے کے لیے کافی ہیں۔
- ان کی نیکیاں دوسروں کی نیکیوں کے مقابلے میں بہت زیادہ کردی جائیں گی، پھر ان کے فضل وفضیلت کو کوئی نہیں پاسکتا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ان کا ایک مد صدقہ دوسروں کے اُحد پہاڑ کے برابر سونا کے صدقہ سے افضل وبہتر ہے۔

س: کیا صحابہ کرام معصوم ہیں؟

ج: تمام اہل سنت وجماعت اور ائمہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام میں سے کوئی معصوم نہیں، نہ تو سابقین اولین والے، نہ ہی لاحقین وقرابت والے، بلکہ ان سے گناہ سرزد

ہونا ممکن ہے، پھر اللہ تعالیٰ توبہ کے ذریعہ ان کے گناہ کو معاف فرمادے گا۔ ان کے درجات کو بلند فرمائے گا اور ان کے نیک اعمال کی وجہ سے ان کے گناہ مٹ جائیں گے یا دیگر دوسرے اسباب کی بناء پر ان کی مغفرت ہوجائے گی۔ (الزمر: ۳۳-۳۵)

س: متقی کس کو کہتے ہیں؟

ج: متقی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے سچی بات کی تصدیق کی۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے: { وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ } (الزمر: ۳۳) اور جو سچے دین کو لائے اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پارسا ہیں۔

س: کیا اصحابِ قلم و زبان کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ صحابہ کرام کے معاملے میں بغیر علم و معرفت کے فیصلہ صادر فرمائیں؟

ج: جی نہیں، ان کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ بغیر علم و معرفت ان کے امور و معاملات میں فیصلہ کریں، اور اپنے آپ کو صحابہ کرام کے مابین حکم بنا کر پیش کریں اور بلا دلیل و حجت کسی صحابی کو سچا اور کسی کو خطا کار گردانیں۔

فصل ششم: صحابہ کرام اور ائمہ ہدایت کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان

س: اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک صحابۂ کرام کے متعلق کیا اصول ہیں؟

ج: اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک صحابۂ کرام کے متعلق یہ مسلمہ اصول اور ضابطہ ہے کہ صحابہ کرام کو برا بھلا نہ کہا جائے، ان کے تعلق سے دل کو صاف رکھنا چاہیے اور ان کا احسان مند وشکر گزار نیز زبان سے ان کے حق میں دعا کرنا چاہئے۔ سورۂ حشر میں اللہ نے اہل ایمان کا وصف بیان فرمایا: { وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ } (الحشر: ۱۰) اور جو ان کے بعد آئیں اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے اور ایمانداروں

کی طرف ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بیشک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''لا تسبوا أصحابي فوالذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفه''. (متفق علیہ)

میرے صحابہ کو گالیاں مت دینا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم لوگوں میں سے کوئی شخص کوہِ احد کے برابر بھی (اللہ کی راہ میں) سونا خرچ کرے تو ان (میرے اصحاب) کے ایک مد یا نصف مد کی فضیلت کو نہیں پہونچ سکتا۔

س: کیا کتاب وسنت میں صحابہ کرام کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں ان کو اہل سنت و جماعت قبول کرتے ہیں؟

ج: جی ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابۂ کرام کی فضیلت کو کتاب وسنت کی روشنی میں اہل السنۃ والجماعۃ ہی سب سے زیادہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور صحابہ کرام کی جماعت کو سب سے اچھی جماعت سمجھتے ہیں۔ ''خیر کم قرنی''. (الصحیحین)

س: اہل السنۃ والجماعۃ کون لوگ ہیں؟

ج: اہل السنۃ والجماعۃ وہ لوگ ہیں جو اپنے تمام امور و معاملات میں طریقۂ رسول اور صحابۂ کرام کی رَوِش پر قائم و دائم ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: ''من کان علی مثل ما أنا علیه وأصحابي''. وفی بعض الروایات: ھی الجماعة. (رواہ أبوداود والترمذی وابن ماجه والحاکم، وقال: صحیح علی شرط مسلم) اہل حق وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے اور بعض روایات میں ہے کہ یہی جماعت ہے۔

س: جو شخص صحابۂ کرام کے اندر کوئی خامی تلاش کرے وہ کیسا ہے؟

ج: جو شخص صحابہ کرام کے اندر خامی تلاش کرے وہ زندیق دہریہ ہے۔

س: صحابہ کرام کے اندر خامیاں تلاش کرنے والوں کے متعلق امام ابوزرعہ کا قول کیا ہے؟
ج: جب بھی کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام میں سے کسی کی کوئی خامی تلاش کررہا ہے تو سمجھو کہ وہ زندیق و دہریہ ہے۔ اس لیے کہ قرآن حق ہے، رسول حق ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت حق ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات کو ہم تک پہنچانے والے صحابہ کرام ہی ہیں، لہٰذا صحابہ کرام پر جرح کرنے الےکو زندیق و دہریہ کہنا برحق ہے۔
س: اگر کوئی صحابۂ کرام کو برا بھلا کہنا جائز سمجھتا ہے تو وہ کیا ہے؟
ج: صحابۂ کرام کو برا سمجھنے والا اور ان کی شان وعظمت میں تنقیص کرنے والا کافر ہے، اور اگر سب وشتم کرتا ہے لیکن اس کو جائز نہیں سمجھتا ہے تو وہ فاسق ہے بلکہ اس سے مطلق کافر بھی ہوجاتا ہے اور اگر کوئی کسی صحابی پر فسق کا حکم لگاتا یا ان کے دین پر جرح کرتا ہے یا ان پر کفر کا فتوی لگاتا ہے تو وہ بھی کافر ہے۔

ائمہ ہدایت وعلماء امت کو برا بھلا کہنے کی ممانعت

س: فضل وکرم کے اعتبار سے صحابہ کرام کے بعد کس کا درجہ ہے؟
ج: فضل وکرم کے اعتبار سے صحابہ کرام کے بعد علماء دین اور داعیان ملت کا درجہ ہے، ان میں تابعین وتبع تابعین اور ان کے بعد آنے والے ان کے متبعین ہیں۔
س: علماءِ امت کی تنقیص کرنا یا انہیں برا بھلا کہنا جائز ہے یا نہیں؟
ج: علماءِ امت کی تنقیص کرنا یا انہیں برا بھلا کہنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہی لوگ رشد و ہدایت کے علمبردار اور کتاب وسنت کے حاملین ہیں۔ { وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ } (التوبہ:۱۰۰) اور جو مہاجرین اور انصار (اسلام میں) سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ

اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

س: جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے باوجود غلط راستے کو اختیار کرتا ہے اور پیغمبروں کی رَوش کی مخالفت کرتا ہے وہ کہاں جائے گا؟

ج: جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے باوجود غلط راستے کو اختیار کرتا ہے اور پیغمبروں کے طریقہ سے انحراف کرتا ہے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: { وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا } (النساء:۱۱۵) جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ ﷺ کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

س: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور دوستی کے بعد کس سے محبت کرنی چاہئے۔

ج: ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و دوستی کے بعد مومنین کے ساتھ بھی دوستانہ و ہمدردانہ تعلق رکھے، خاص طور پر انبیاء کے وارثین سے تو تعلق رکھنا بہت ضروری ہے۔ تمام مسلمانوں کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ان کی ہدایت و سمجھ بوجھ میں کوئی نقص نہیں ہے۔

س: ائمہ ہدایت و علماء امت میں سے جب ان میں سے کسی کا کوئی ایسا قول منقول ہو جو سراسر حدیث کے خلاف ہو تو اس قول و فعل کو کن عذروں کی بناء پر چھوڑ نا ضروری ہے؟

ج: اس عذروں کی تین قسمیں ہیں: (۱) اس کا اعتقاد کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا ہے۔ (۲) اس کا اعتقاد کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کہہ کر یہ مسئلہ مراد نہیں لیا ہے۔ (۳) اس کا اعتقاد کہ یہ حکم منسوخ ہے۔

س: صحابہ کرام کی تنقیص اور علماء کرام کی قدر و منزلت کو کیوں گھٹایا جاتا ہے؟

ج: علماء کرام کی قدر و منزلت کو گھٹانا اور ان سے اجتہادی غلطی ہونے پر ان کی تنقیص کرنا بدعتیوں کا طریقہ ہے اور دشمنان اسلام کی ایک گہری سازش ہے۔اور یہ صرف اس لیے کہ تا کہ اس امت کے خَلَف اپنے سَلَف سے کٹ جائیں اور نوجوانوں کے مابین ایک خلیج پڑ جائے۔لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے علماء وفقہاء کی تکریم وتوقیر کریں اور ان کے گمراہ کن پروپیگنڈوں سے متاثر نہ ہوں اور نہ ہی کسی کے بہکاوے میں آئیں۔

چوتھا باب

بدعت

فصل اول: بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام واحکام

س: بدعت کی تعریف کیا ہے؟

ج: لغت میں بدعت لفظ بدع سے ماخوذ ہے جو بغیر کسی سابقہ مثال کے کسی چیز کے ایجاد و اختراع کے معنی میں آتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں ہے: { بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ } (البقرۃ:۱۱۷) اللہ بغیر کسی سابقہ مثال کے زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: { قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ } (الاحقاف:۹) آپ کہہ دیجیے کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر نہیں آیا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں بدعت ایجاد کی یعنی وہ ایسی چیز کو وجود میں لایا جو پہلے کبھی نہ تھی۔

س: بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: بدعت کی دو قسمیں ہیں: (۱) عادات واطوار کی بدعت (۲) دین کے اندر بدعت پیدا کرنا۔

س: عادات واطوار کی بدعت کس کو کہتے ہیں؟

ج: عادات واطوار کی بدعت یعنی دنیاوی امور میں نئی نئی چیزوں کو ایجاد کرنا اور بلا شک ایسی اختراعات کی بدعت جائز ہے، اس لیے کہ عادات واطوار کے اندر اصل مباح وحلال ہے۔

س: دین کے اندر بدعت کس کو کہتے ہیں؟

ج: دینی امور اور شرعی احکام وتعلیمات کے اندر کتاب وسنت سے ہٹ کر اپنی طرف سے نئی چیز داخل کرنا، یقیناً یہ سراسر حرام ہے۔ کیونکہ شریعت کے سارے امور توقیفی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد''.

(بخاری ومسلم) جس نے میرے اس امر (شریعت) میں کسی ایسی چیز کو داخل کیا جو اس کا حصہ نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: ''من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد''.

(مسلم) جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہماری شریعت سے خارج ہے تو وہ مردود ہے۔

س: دین میں بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: دین کے اندر بدعت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) قولی واعتقادی بدعت۔

(۲) عبادت کے اندر بدعت۔

س: قولی بدعت اور عبادت کے اندر بدعت کی تعریف کرو؟

ج: قولی بدعت تمام گمراہ فرقوں کے اقوال اور تحریریں اور ان کے اعتقادات کو کہتے ہیں، جیسے جہمیہ، معتزلہ، روافض وغیرہ

عبادت میں بدعت: ہر وہ عبادت کا طریقہ جو اسلام سے مشروع اور ثابت شدہ نہ ہو۔

س: عبادات کے اندر بدعات کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: عبادات کے اندر بدعات کی کئی قسمیں ہیں:

قسم اول: بدعت کا وجود اصل عبادت میں ہو، جیسے عبادت کا ایسا طریقہ نکالا جائے جس کی شریعت میں کوئی سند نہ ہو مثلاً نئی وغیر مشروع عبادات نکالی جائے، غیر مشروع روزہ رکھا جائے یا نئی عید منائی جائے جیسے عید میلاد وغیرہ

دوسری قسم: مشروع عبادت میں کسی چیز کا اضافہ کر دیا جائے، جیسے ظہر یا عصر کی نماز میں

ایک رکعت بڑھا کر اس کی رکعتیں پانچ کر دی جائیں وغیرہ۔

قسم سوم: مشروع عبادت کی ادائیگی میں بدعت پیدا کر لی جائے اور غیر مشروع طریقہ پر اسے ادا کیا جائے، جیسے مسنون دعاؤں کو اجتماعی طور پر گا گا کر پڑھا جائے، یا پھر عبادات میں نفس پر اتنی سختی کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے دائرہ سے نکل جائے۔

قسم چہارم: کسی مشروع عبادت کے لیے غیر مشروع وقت کی تعیین کی جائے، جیسے یوم عاشوراء کو عبادت کے لیے خاص کرنا، کسی خاص دن میں دن کو روزہ رکھنا اور رات بھر نمازیں پڑھنا وغیرہ۔

س: دین میں بدعت کیا ہے اور اس کے متعلق رسول محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا فرمان ہے؟

ج: دین میں ہر بدعت حرام و گمراہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ''إيا كم ومحدثات الأمور، فان كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة''. (ابوداود)

بدعتوں سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''من احدث فی امرنا هذا ماليس منه فهورد''. (بخاری و مسلم) جس نے میرے اس امر (شریعت) میں کسی ایسی چیز کو داخل کیا جو اس کا حصہ نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: ''من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد''. (مسلم) جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہماری شریعت سے خارج ہے تو وہ مردود ہے۔

س: عبادات و اعتقادات کے اندر بدعت کا کیا حکم ہے؟

ج: عبادات و اعتقادات کے اندر بدعت حرام ہے۔

س: عبادات و اعتقاد میں بدعت کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی حرمت کی مختلف نوعیتیں ہیں اسے بیان کرو؟

ج: (۱) بعض بدعات کھلا کفر ہے جیسے قبروں کا طواف کرنا، قبروں پر نذر و نیاز چڑھانا، اصحاب قبر سے کچھ مانگنا، ان سے استغاثہ کرنا۔ (۲) بعض بدعات شرک کے وسائل ہیں جیسے

قبروں پر تعمیر، اور وہاں پر نماز وغیرہ ادا کرنا (۳) بعض بدعت اعتقادی فسق کے درجہ میں آتی ہیں جیسے خوارج، قدریہ، معتزلہ اور مرجئہ وغیرہ کی بدعات۔ (۴) بعض بدعات معصیت ہے جیسے ترک دنیا کی بدعت، دھوپ میں کھڑے ہوکر روزہ رکھنے کی بدعت اور قوت باہ کو ختم کرنے کے لیے آپریشن وغیرہ کی بدعت۔

ایک انتباہ

س: جو شخص بدعت کو بدعت حسنہ (اچھی بدعت) اور دوسری بدعت سیئہ (بری بدعت) میں تقسیم کرتا ہے تو کیا اس کا یہ موقف صحیح ہے؟

ج: جو شخص بدعت کی دو قسمیں حسنہ اور سیئہ کرتا ہے وہ سراسر غلطی پر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال کی مخالفت کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا استثناء تمام بدعتوں کو گمراہی کا سبب بتایا ہے۔ ''فان کل بدعة ضلالة''. ہر بدعت گمراہی ہے۔

س: دین کی طرف ہر نئی چیز کو بغیر کسی دلیل کے منسوب کرنا کیسا ہے؟

ج: دین کی طرف کسی بھی ایسی نئی چیز کو منسوب کرنا جس کی کوئی اصل نہ ہو وہ گمراہی اور ضلالت ہے۔

س: بدعت حسنہ کے قائلین کی دلیل کیا ہے اور اس کا جواب کیا ہے؟

ج: بدعت حسنہ کے قائلین کے پاس عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایک قول کے علاوہ کوئی دلیل نہیں، ان کا یہ قول تراویح کے سلسلہ میں ہے **نعمت البدعة هذه** کیا ہی اچھی ہے یہ بدعت۔ عمر کا یہ قول بھی صحیح ہے یہاں پر انہوں نے بدعت کے لغوی معنی مراد لیا ہے، شرعی معنی نہیں۔

بدعت کے قائلین یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام میں بہت سی چیزیں نئی پیدا کی گئی ہیں، لیکن ہمارے اسلاف کرام نے اس کا انکار نہیں کیا ہے، جیسے ایک کتاب میں قرآن مجید کو جمع کرنا، حدیث کی تدوین وتحریر وغیرہ۔

اس طرح کے سوالات کا جواب یہ ہے کہ اس طرح کی چیزوں کی اصل شریعت میں موجود ہے، لہٰذا یہ بدعت نہیں ہے۔ (مفصل جواب کے لیے کتاب کی طرف رجوع کریں)

فصل دوم: مسلم معاشروں میں بدعت کا ظہور اور اس کے اسباب

س: مسلم معاشرہ میں بدعت کا ظہور کب ہوا؟

ج: مسلم معاشرہ میں بدعت کا ظہور خلفائے راشدین کے آخری دور سے ہونے لگا جس کی پیشین گوئی خود اللہ کے رسول ﷺ نے دی تھی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرًا، فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المھدیین. (ابوداود، الترمذی) تم میں سے جو باحیات رہے گا اسے بہت سارے اختلافات نظر آئیں گے پس (ایسے وقت میں) تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت (طریقہ) کو لازم پکڑو اور اسے مضبوطی سے تھامے رہنا۔

س: امت کے اندر سب سے پہلے کس کس کی بدعتیں ظاہر ہوئیں؟

ج: امت کے اندر سب سے پہلے قدریہ، مرجیہ، شیعہ اور خوارج کی بدعتیں ظاہر ہوئیں۔

س: حروریہ، قدریہ، مرجیہ اور جہمیہ کی بدعتیں کب ایجاد ہوئیں؟

ج: عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امت میں تفرقہ پیدا ہوا تو حروریہ کی بدعت ایجاد ہوئی۔ صحابہ کرام کے آخری عہد میں قدریہ کی بدعت۔ ابن عمر ابن عباس وجابر رضی اللہ عنھم کے آخری عہد میں مرجیہ کا ظہور ہوا۔ اور جہمیہ تابعین کے آخری عہد عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد ظاہر ہوا۔

س: یہ بدعتیں کس صدی میں ظاہر ہوئی تھیں؟

ج: یہ بدعتیں دوسری صدی ہجری میں ظاہر ہوئی تھیں۔ جبکہ بعض صحابہ کرام موجود تھے۔

س: آدمی کس چیز کو مضبوطی سے پکڑ لے تو گمراہ نہیں ہوگا؟

ج: آدمی کتاب اللہ اور سنت رسول کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے تو بدعات وخرافات اور گمراہی

سے محفوظ رہے گا۔ { وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ } (الانعام:۱۵۳) اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو سیدھا ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔

س: وہ بڑے شہر جہاں سے علم وایمان کے چشمے نکلے کون ہیں؟

ج: وہ بڑے شہر جہاں صحابہ کرام نے سکونت اختیار کی اور جہاں سے علم وایمان کے چشمے پھوٹے وہ پانچ ہیں، حرمین شریفین (مکہ، مدینہ)، عراقین (کوفہ وبصرہ) اور ملک شام۔ انہیں پانچ شہروں سے قرآن وحدیث، فقہ وعبادات اوران کے علاوہ اسلام کے دیگر امور کی نشر واشاعت ہوئی۔ اور مدینہ منورہ کو چھوڑ کر انہیں شہروں سے اصولی بدعتیں بھی نکلیں۔ (ظہور بدعات سے متعلق معلومات کے لیے کتاب کی طرف رجوع کریں)۔

س: بدعات وخرافات اور گمراہیوں سے محفوظ رہنے کا واحد راستہ کیا ہے؟

ج: کتاب وسنت کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنے سے آدمی بدعات وخرافات اور گمراہی سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: { وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ } (الانعام:۱۵۳) اور یہ کہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے لہٰذا تم اس پر چلو دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ (ان پر چل کر) اللہ کے راستے سے الگ ہوجاؤ گے۔

اس بات کی وضاحت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس طرح ہے: خط لنا رسول الله ﷺ خطا فقال: هذا سبيل الله ثم خط خطوطا عن يمينه وعن شماله ثم قال : وهذه سبل على كل سبيل منها شيطان يدعو اليه.

(سنن الدارمی)

رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے، پھر اس کے دائیں بائیں کچھ لکیریں اور کھینچی اور فرمایا: یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہے اور اپنی طرف بلا رہا ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی: { وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ

مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ } (الانعام:۱۵۳)

س: بدعت کے ظہور کے اسباب وعوامل کیا ہیں؟

ج: بدعت کے ظہور کے بعض اسباب وعوامل یہ ہیں:

(۱) دین کے احکام سے ناواقفیت (۲) خواہشات نفس کی پیروی

(۳) اشخاص وآراء کا تعصب (۴) کفار کی مشابہت وغیرہ ہیں۔

س: بدعت کا قلعہ قمع کرنا کیسے ممکن ہے؟

ج: بدعت کا قلع قمع صرف علم اور علماء ہی کر سکتے ہیں۔

س: علم وعلماء کے فقدان سے کس چیز کو پروان ملے گا؟

ج: علم وعلما کے فقدان سے بدعت کو پھلنے پھولنے اور فروغ پانے کا موقع ملے گا۔

س: خواہشاتِ نفس کی پیروی کیسے ہوتی ہے؟

ج: خواہشات نفس کی پیروی کتاب وسنت کی پیروی سے گریز کرنے اور شرعِ متین سے روگردانی کرنے پر ہوتی ہے: { فَاِنۡ لَّمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَكَ فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا يَتَّبِعُوۡنَ اَهۡوَآءَهُمۡ ؕ وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰٮهُ بِغَيۡرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ } (القصص:۵۰) پھر اگر یہ تیری نہ مانیں تو تو یقین کر لے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے، بیشک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔

اور ایک جگہ ارشاد ہے: { اَفَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰٮهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمۡعِهٖ وَقَلۡبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنۡ يَّهۡدِيۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ } (الجاثیہ:۲۳) کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا کر رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

س: مسلمانوں کی تباہی اور فساد کی اصل وجہ کیا ہے؟

ج: مسلمانوں کی بربادی اور گمراہی کی اصل وجہ غیر قوموں کی تقلید اور بدعات وخرافات ہے۔اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عن ابی واقد اللیثی قال خرجنا معَ رسولِ اللهِ إلی حُنینٍ، ونَحنُ حَدثاء عَھدٍ بِکُفرٍ، وَکانوا أسلَموا یومَ الفتحِ قالَ: فمَرَرنا بشجَرةٍ فقُلنا: یا رسولَ اللّٰهِ اجعَلْ لنا ذاتَ أنواطٍ کما لَھُم ذاتُ أنواطٍ، وَکانَ للکفّارِ سِدرةٌ یعکُفونَ حولَھا ویعلِّقونَ بِھا أسلحتَھُم، یدعونَھا ذاتَ أنواطٍ، فلمّا قلنا ذٰلِك للنّبی قالَ: اللّٰهُ أَکبرُ وقلتُمْ والَّذی نَفسی بیدِہِ کما قالَت بنو إسرائیلَ لموسَی اجعَل لَنا إلَھًا کما لَھُم آلِھَةٌ قالَ إنَّکُم قَومٌ تجھَلونَ لترکبُنَّ سُنَنَ مَن کانَ قبلَکُم. (تخریج کتاب السنة، إسنادہ حسن)

ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حنین کو نکلے اور ہم نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور لوگ فتح مکہ کے دن اسلام میں داخل ہوئے تھے، فرماتے ہیں ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: آپ ہمارے لیے بھی ان کے درخت کی طرح ایک درخت متعین فرمادیں اور کافروں کے لیے بیری کا ایک درخت تھا جس کے اِرد گِرد وہ پڑاؤ ڈالتے اور اس پر اپنے اسلحہ آویزاں کرتے تھے اس درخت کو ذات انواط کہتے تھے تو جب یہ بات ہم نے کہی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے بعینہ وہی بات کہی جو موسی علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے کہی تھی کہ (اے موسی) ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے معبود ہیں، آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔

س: کیا برتھ ڈے منانا جائز ہے؟

ج: برتھ ڈے منانا جائز نہیں ہے۔

فصل سوم

بدعتیوں سے متعلق امت مسلمہ کا موقف اور اس کے ازالہ کے لیے اہل سنت و جماعت کا طریقہ

س: بدعت اور اہل بدعت کے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ کا طریقہ کیا ہے؟

ج: بدعت کے تعلق سے اہل السنۃ والجماعۃ کا طریقہ اہل بدعت کو قرآن واحادیث کی روشنی میں مدلل جواب دینا اور بدعات وخرافات کا سرے سے انکار کرنا۔

عن ام الدرداء قالت دَخَلَ عَلَيَّ أبو الدَّرْداءِ وهو مُغْضَبٌ، فَقُلتُ: ما أغْضَبَكَ؟ فقالَ: واللَّهِ ما أعْرِفُ مِن أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ شيئًا إلَّا أنَّهُمْ يُصَلُّونَ جَمِيعًا. (صحیح البخاری:۶۵۰)

ام درداء (صحابیہ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو درداء میرے پاس داخل ہوئے اور وہ سخت ناراضگی کے عالم میں تھے میں نے پوچھا اس غصہ کا سبب کیا ہے تو فرمانے لگے اللہ کی قسم آج مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کی کوئی چیز نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ با جماعت نماز پڑھتے ہیں۔

☆ اسلاف کرام کا بدعتیوں کے بدعات اور ان کی غلط حرکتوں پر نکیر کے چند نمونے کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

س: اہل السنۃ والجماعۃ کا طریقہ کس چیز پر مبنی ہے؟

ج: اہل السنۃ والجماعۃ کا منہج وطریقہ کتاب وسنت پر مبنی ہے، یہ بہت ہی مدلل اور مسکت طریقہ ہے۔ پہلے بدعتیوں کے شبہات کا تذکرہ کیا جاتا ہے پھر ان کی بے بنیاد دلائل کو توڑا جاتا ہے، کتاب وسنت کے دلائل سے انہیں بتایا جاتا ہے سنت کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا فرض ہے۔ اور شرک وبدعت اور دین میں نئی نئی چیزیں پیدا کرنا حرام ہے۔

س: بدعت کے خلاف لکھی گئی کچھ کتابوں کے نام بتاؤ؟

ج: (۱) الاعتصام، امام الشاطبی (۲)اقتضاء الصراط المستقیم، شیخ الاسلام ابن تیمیه (۳) کتاب انکار الحوادث والبدع، ابن وضاح (۴) کتاب الحوادث والبدع، طرطوشی(۵) کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث، ابو شامه(۵) کتاب الابداع فی مضار الابتداع، شیخ علی محفوظ (۶) کتاب السنن والمبتدعات المتعلقة بالاذکار والصلوات، شیخ محمد بن احمدالشقیری الحوامدی (۷) رسالة التحذیر من البدع، شیخ عبدالعزیز بن باز رحمهم الله جمیعا.

فصل چہارم: آج کل کی کچھ نئی بدعتیں

س: آج کل کی نئی بدعتوں کے بارے میں نمونہ پیش کرو؟

ج: (۱) میلا د شریف کے جشن وجلوس نکالنا (۲) بعض آثار و مقامات و مُردوں سے تبرک حاصل کرنا (۳) عبادات وتقرب کے میدان کی بدعتیں وغیرہ ہیں۔

س: عصر حاضر میں بدعتیں فروغ کیسے پائیں؟

ج: عصر حاضر میں بدعتیں جہالت کی بنیاد پر فروغ پائیں، پھر قرون اولیٰ سے اس زمانہ کی دوری، پھر بدعت کی طرف بلاکر اور سنت کی مخالفت کر کے پیٹ پالنے والے مولویوں کی کثرت، پھر غیر مسلم اقوام وملل کے عادات واطوار اور شعائر وروایات کی تقلید، وغیرہ اس کے خاص اسباب ہیں

س: میلا د شریف منانا کیسا ہے؟

ج: میلا د شریف منانا سراسر عیسائیوں کی تقلید ہے۔ کیونکہ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا دن مناتے ہیں، جو نا جائز اور بدعت ہے۔

س: میلا د شریف کب منایا جاتا ہے؟

ج: میلاد شریف ۱۲ / ربیع الاول کو منایا جاتا ہے۔

بعض مقامات، آثار اور زندہ ومردہ اشخاص سے برکت حاصل کرنا

س: مخلوق سے برکت حاصل کرنا کیسا ہے؟

ج: مخلوق سے برکت حاصل کرنا ایک سنگین بدعت ہے۔

س: تبرک کے کیا معنی ہیں؟

ج: تبرک کے معنی ہیں برکت کا طلب گار ہونا اور برکت کے معنی یہ ہیں کسی چیز میں خیر و بھلائی کا ثبوت یا خیر وبھلائی میں اضافہ کی صلاحیت۔

س: زندہ یا مردہ سے برکت حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: زندہ یا مردہ سے برکت حاصل کرنا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے۔

س: بعض مقامات، آثار اور زندہ مُردہ اشخاص سے تبرک حاصل کرنا کب شرک ہوتا ہے؟

ج: اگر کسی کا اعتقاد ہو کہ ان میں سے کوئی چیز برکت عطا کرتی ہے تو یہ شرک کی طرف لے جانے والا راستہ ہے۔اور اگر کسی کا یہ اعتقاد ہو کہ کسی کی زیارت سے یا کسی کو چھو لینے سے یا کسی کو ہاتھ لگا دینے سے اللہ کی قربت حاصل ہوتی ہے تو یہ بھی شرک کا ایک دروازہ ہے۔

عبادت اور تقرب الی اللہ کی بابت بدعات
موجودہ غیر شرعی عبادتوں کی چند نمونے

س: نیت نماز کو بلند آواز پڑھنا کیسا ہے؟

ج: نیت نماز کو بلند آواز سے پڑھنا بدعت ہے۔ کیونکہ یہ امر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ {قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ} (الحجرات:۱۶) کہہ دیجئے ! کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری سے آگاہ کرر ہے ہو، اللہ ہر چیز سے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے بخوبی آگاہ ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

س: نیت کسے کہتے ہیں؟

ج: نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں، نیت کی جگہ دل ہے اور نیت کرنا سراسر قلبی عمل ہے، زبان سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

س: مختلف موقعوں سے سورہ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

ج: مختلف موقعوں سے سورہ فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔خاص طور پر مُردوں کے لیے اور دعاء کے بعد اسی طرح محفل ماتم کا اہتمام کرنا، حلوا، کھچڑا، قاری لوگوں کو اجرت پر بلانا۔

س: شبِ معراج، ہجرتِ نبوی یا دوسرے تاریخی ایام میں جشن وجلوس منعقد کرنا کیسا ہے؟

ج: شب معراج، ہجرت نبوی یا دوسرے تاریخی ایام میں جشن وجلوس کا اہتمام کرنا، رجبی عمرہ کرنا، سراسر بدعت اور یکسر گمراہی ہے۔

س: کیا ماہِ رجب کی کوئی فضیلت ہے؟

ج: جی نہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں ماہِ رجب کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہے۔

س: کیا نصف شعبان کی رات کو نماز اور دن کو روزہ کے لیے مخصوص کرنا شریعت سے ثابت ہے؟

ج: نصف شعبان کی رات کو نماز اور دن کو روزہ کے لیے مخصوص کرنا شریعت سے ثابت نہیں ہے، اسی طرح قبروں کو پختہ بنانا، ان پہ تعمیر کرنا، انہیں مسجد بنالینا، برکت کے لیے ان کی زیارت کرنا، مُردوں کے وسیلہ سے اللہ کی قربت حاصل کرنا۔

س: کیا بدعت گناہ کبیرہ سے بھی بدتر ہے اور کیوں؟

ج: بدعت گناہ کبیرہ سے بھی بدتر ہے، اور بدعت سے شیطان اتنا خوش ہوتا ہے جتنا کہ گناہ کبیرہ سے خوش نہیں ہوتا ہے، اس لیے کہ گناہ گار گناہ کے ارتکاب کے بعد غلطی کا احساس ہوتے ہی توبہ کر لیتا ہے جب کہ ایک بدعتی بدعت کا مرتکب ہوتے وقت سمجھتا ہے کہ یہ دینی کام ہے۔

س: کیا بدعت کے احیاء سے سنت کا انسداد ہوتا ہے؟

ج: جی ہاں، بدعت کے احیاء سے سنت مٹتی ہے اور بدعتی کے نزدیک سنت ناپسندیدہ چیز بن جاتی ہے۔اسی وجہ سے وہ اہل سنت سے نفرت کرتے ہیں۔

س: بدعتیوں سے ہمارا سلوک کیسا ہونا چاہئے؟

ج: بدعتیوں سے راہ ورسم پیدا کرنا، ان کی ہم نشینی اور صحبت اختیار کرنا اوران کے ساتھ تعلقات استوار کرنا ہمارے لیے جائز اور درست نہیں ہے صرف انہیں راہ راست پر لانے اور سمجھانے کے لیے ایسا کیا جاسکتا ہے، اس لیے کہ ان سے گھل مل کر رہنے سے برا اثر پڑتا ہے، بدعت کی متعدی بیماری لوگوں تک پہنچ جاتی ہے، ان سے جہاں تک ہو سکے بچنا چاہیے اگران پر گرفت و پکڑ کی طاقت نہ ہو۔ اور اگر گرفت پر قدرت وطاقت ہے جیسے امراء حکومت تو ان پر واجب ہے کہ بدعت کو پھلنے پھولنے سے سختی کے ساتھ منع کریں، بدعتیوں پر پابندی لگادیں۔

☆☆☆

ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعاء ہیں کہ وہ اپنے دین کی مدد فرمائے، اپنے کلمہ کو بلند فرمائے اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کرے۔آمین!

وصلی اللہ علی خیر خلقه و صحبه اجمعین.

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات و علیه توکلت وإلیه أنیب.

یادداشت

....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....